I like this book very much
and also the other books of this
Author are very good.

G M S Lankar

24/8/32.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تائید غیبی

مصنّفہٗ

مصور غم علامہ راشد الخیری الدہلوی مدظلہ العالی

مصنف صبح زندگی ۔ شام زندگی ۔ شب زندگی ۔ منازل السائرہ ۔ الزہرا ۔
عروس کربلا ۔ ماہ عجم ۔ جوہر صداقت ۔ روداد قفس ۔ طوفان حیات وغیرہ وغیرہ

جسکو

سید ممتاز ہاشمی دہلوی

نے اول مرتبہ بماہ فروری ۱۹۲۰ء لالہ ٹھاکر داس اینڈ سنز کے

دلی پرنٹنگ ورکس دہلی میں چھپوا کر شائع کی

قیمت فی جلد

مفت ہاتھ آئے تو بُرا کیا ہے

فہرست دواخانہ معین الشفاء کا ایڈیشن سنہ ۱۹۲۰ء صرف اپنا پتہ صاف لکھ کر بلا قیمت منگائیے پھر ذرا انصاف کیجئے۔ کیا آجتک ملک ہند میں ایسی عجیب و غریب اور خاص طرز کی جامع مفید طبی کتاب جو از سر تا بقدم تمام بیماریوں کے مفصل ہدایات و پرہیز کا مجموعہ اور مشاہیر حکماء یونان، عرب، ہند و دہلی و غیرہم کے پانسو سے زیادہ مفید مرکبات و صدری مجربات کا بیش بہا گنجینہ ہو اور جسکو ملک ہند کے مسلمہ لیڈر و والیان ملک علمائے عظام و عمائدین کرام حکیموں و یدوں بلکہ ڈاکٹروں نے بھی تصدیق اسناد (معہ سرٹیفکٹس عطا فرمائی) ہوں مفت بلکہ محصول بھی جیب سے لگا کر پبلک میں پیش کیگئی ہے پھر گھر بیٹھے اپنی بیماری کا حال مطب حاذق الہند حکیم سید ظفریاب علی رنگ محل لاہور کے پتہ پر لکھا کر بلا معاوضہ مشورہ و علاج کرلیجئے۔ فہرست منگانے کے لیے کافی پتہ یہ ہے :-

منیجر دواخانہ معین الشفاء کشمیری بازار لاہور

ہندوستان میں سب سے پہلی عجیب و غریب شان کی بے نظیر

جیبی حمائل شریف مترجم مع

خواص القرآن — شانِ نزول — فوائد القرآن — تعبیر القرآن

اُن اصحاب کے لیے عظیم الشان رعایت جو قیمت پیشگی مرحمت فرمائیں یعنی بجائے (۳ روپے) کے (۲ روپے ۸ آنے) مع محصول ڈاک منافشہ

شائقان کلام ربانی کے لیے ایک تازہ بشارت ہے کہ یہ حمائل شریف مترجم جسکا نمونہ پیش نظر ہے۔ آجکل زیر طبع ہے جسکی نسبت صحیح طور پر یہ کہنا بجا ہوگا کہ آجتک ان خوبیوں کیساتھ اس تقطیع کی کوئی حمائل شریف ہندوستان میں طبع نہیں ہوئی ہے۔ اس کے زیر متن ترجمہ قدوۃ السالکین حکیم الامت اشرف العلماء فخر ہندوستان حضرت مولانا حاجی حافظ شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی دام برکاتہم کا نہایت سلیس با محاورہ اردو زبان میں جسکو تمام علماء عظام نے صحیح و مستند تسلیم کیا درج ہے اور حاشیہ پر خواص القرآن یعنی تمام سورتوں اور اکثر آیتوں کے خواص و منافع شان نزول یعنی آیات قرآنی کے نازل ہونے کا سبب تیسرے فوائد القرآن بے نظیر نافع اور ضروری فوائد تعبیر القرآن ہر سورت کے متعلق تعبیر خواب پانچویں سہولت کے لیے شروع میں فہرست مطالب قرآن زیادہ تعریف کی ضرورت نہیں۔ ہدیہ نہایت کم یعنی فی جلد تین روپے آٹھ آنہ (۳ روپے ۸ آنے) مجلد (۴ روپے) + (پتہ اور نام صاف خوشخط تحریر فرمائیں)

نوٹ اس کے علاوہ ہر قسم کی حمائل شریف معریٰ و مترجم و نیز ہر قسم کی کتابیں عربی۔ فارسی۔ اردو۔ فرمائش آنے پر بکفایت بذریعہ وی۔ پی روانہ ہوسکتی ہیں +

ملنے کا پتہ

خادم المسلمین سید ممتاز ہاشمی منیجر ممتاز بک ایجنسی بھوجلہ پہاڑی دہلی

Taide Ghaibi

Taide

Taide Ghaibi

تائیدِ غیبی

نہیں رہتا ہمیشہ ساز ہستی ایک ہی دھن پر

عقل سلیم اگر حقیقت کے تسلیم کرنے میں متامل ہو تو ہوا کرے، واقعات کا منہ کیلا نہیں جا سکتا۔ انسانی زندگی کی تاریخ بتا رہی ہے کہ جو کچھ ہوا، ہو رہا ہے اور ہوگا یہ سب کچھ گذرا گذرتا رہا اور گذر چکا ہے۔ بہتر سے بہتر اور بدتر سے بدتر فرحت سے لبریز اور آلام میں غرقاب قلب کی ہر کیفیت جو آج کہیں دماغ کو خوشحال اور کہیں آنکھوں کو خیرہ کر رہی ہے بزم احباب میں نووارد و مہمان نہیں، برات حیات کی عروس دیرینہ ہے۔ جس نے کبھی چشم سیاہ کی ایک گردش سے ہزاروں دل پامال کر دیئے اور کبھی کج ادائی کے ادنے کرشمہ سے لاکھوں حسرتوں کا خون کیا۔

صحیفہ دنیا کے پیٹ اور فلک کجرفتار کی آنکھ میں ان متضاد حالات کے لازوال خزانے اور معمولی ڈھیر دفن ہیں جو اب کبھی اپنے اصلی نقش و نگار میں اور کبھی کینچلی بدل کر چشم بینا کے سامنے آتے ہیں اور فانی اثرات چھوڑ چھاڑ گذرتے چلے جاتے ہیں۔

بحث شادی و غم کے وجود سے نہیں نوعیت سے ہے پیاری کی صورت وہی ہے ہاں لباس کسی کا بسنتی ساری اور گلابی بلاؤز، کبھی کچی چکن کی محرم اور چھپا ادھر کا دوپٹہ۔

دوست کے خد و خال اور قد و قامت بدستور ہے۔ البتہ پہلے ہاتھ میں گرز گراں تھا۔ اب تیغ برہنہ۔

مرنیوالی دنیا فرحت کی اس محبوبہ دلنواز سے ہمکنار اور مصائب کے دیو
آتشیں سے دوچار ایک آدھ بار نہیں ہزار بار ہوئی۔ یہ سماں انوکھا نہیں دیکھا بھالا اور
بھگتا بھگتایا ہے۔ کائنات کے ہر ذرہ کی طرح حیات انسانی کی ہر حالت تغیر پذیر ہے
مگر خوشا نصیب اس حالت کے جس کا اثر اتنا مضبوط اور استوار اور ایسا گہرا ہو۔ کہ
کہ نسلیں فنا ہو کر بھی اس کے فسانے زبانوں پر چھوڑ جائیں +

زندگی کے اس پرفضا چمنستان میں صرف محبت ہی کے بار آور شجر ایسے
دکھائی دیتے ہیں جن کے پھول مرجھا کر بھی ہوا کو مہکا گئے وہ نہ ہوں مگر بسی ہوئی
ہوا عطر محبت کی شمیم انگیزیوں کا پتہ بتا رہی ہے۔ سیہ چوڑیاں گوری کلائیوں
کی اور سفید پھول زلف سیہ کے رہبر ہیں۔ ریل گاڑی کے انجن ایک نہیں ہزار
مٹی کے ڈھیر کو چیرتے ہوئے شاہدرے نکل جائیں۔ مگر زباں پر نام اور دماغ
میں خیال آتے ہی وہ مجلسیں آنکھ کے سامنے پھر جائینگی جن میں لب نازک کے
ایک تبسم پر سلطنت کے تمام خزانے قربان تھے۔ ظاہر بیں آنکھیں بیکسی کے
مزار پر فضلائے الفاظ میں ماتم کے پروں سے لاکھ زور پرواز دکھائیں اور گلے پھاڑ
پھاڑ کر چیخیں۔ لیکن چشم بینا وہ منظر فراموش نہیں کر سکتی جب اسی نشیمن خاکی
میں آرام کرنے والی بیگم کی ایک نظر نے جہانگیر کی معمولی شراب کو دو آتشہ اور
سہ آتشہ کر دیا تھا۔ شبانہ روز کی مسافت۔ شکار کی تکان۔ راہ کی صعوبت۔ امراء
وزراء موجود ہیں مگر دار الخلافہ کی حدود کا داخلہ عاشق مہجور کے دل کا کنول کھلا دیتا
ہے۔ اور کنار جمن پر مہ جبین کی پہلی جھلک تمام کوفت ختم کر دیتی ہے۔

اکبر آباد کی یادگار محبت میں مغربی آنکھیں جن طلائی و زمردیں نقش و نگار
کا کلمہ پڑھتی ہیں ان کا زوال یقینی ہے مگر خاکی مسہری میں سونیوالی ارجمند بانو کے
سرہانے محبت کی جو شمع شاہجہاں کے ہاتھ روشن کر گئے اس کی روشنی قمر چہاردہم

کی طرح ہمیشہ جگمگاتی رہیگی۔ یہ سدا بہار پھول زمین کی سازگاری کے محتاج ہیں
نہ فلک کی رفتار کے چمنستان شاہی کے لہلہاتے ہوئے پودوں اور خوشرنگ
پھولوں کی آب وتاب اس کلی کو نہیں پہونچ سکتی جس کو محبت میلے کچیلے
دوپٹہ کے نیچے سینچ رہی ہے۔ بہشت شداد کا پھولوں سے پٹا قطعہ رستہ چلتوں کے
دماغ معطر کر دے۔ مگر دامن کوہ کی اس جھونپڑی پر جہاں عشق کی دیوی جلوہ گر
ہو چکی ہے ہزاروں گردنیں خم ہونگی۔ بڑے بڑے ایوان وقصور جنہوں نے
سلطنتوں کی بہتری بدتری اور اقوام کی زندگی وموت کے احکام صادر کئے اونچی
اونچی سربفلک عمارتیں جن کی دیواروں پر خوشی نے جنم لیا۔ جن کی گود میں فرحت و
انبساط کی روشنیاں کھیلیں چشم زدن میں کھنڈر ہو گئیں۔ خاک غرناطہ بنو امیہ
کے اقبال کا مرثیہ چند روز اور پڑھے مگر قصر زہرہ کے آثار اپنی ہستی کے ساتھ اس
صدا کو کمزور کر رہے ہیں۔ کھنڈر کی موت مرثیہ کا خاتمہ ہو۔ لیکن وادی کبیر کی
مشرقی سمت میں زمین کے اس ٹکڑے کی جہاں فرڈیننڈ کی بھانجی ملکہ الفیٹیا نے
یاد دلدار میں آنسو گرائے دنیا جس طرح آج پرستش کر رہی ہے ہمیشہ کرے گی۔
عبدالرحمن اول کے ہاتھ کا لگایا ہوا کھجور کا درخت جو اس زمین کے سر پر جھوم رہا ہے
اور کائنات کی وہ قابل ناز ہستیوں کا ہمراز ہے صفحۂ دنیا سے ناپید ہو جائے۔ مگر
اس کی شرکت کا تذکرہ فراموش نہیں ہو سکتا۔

عقل جھوٹ سمجھے تو سچ اور قیاس غلط کہے تو صحیح۔ کون کہہ سکتا اور سمجھ
سکتا تھا کہ یہ شکل وصورت والی۔ تخت حکومت والی جس نے پیدا ہو کر ملک کو اور
جوان ہو کر دنیا کو چار چاند لگا دیئے۔ والیان ریاست اور امراء دولت کو نفرت سے جھڑک
اور حقارت سے ٹھکرا ایک معمولی گڈرئیے کی شکل وصورت کو سر آنکھوں پر جگہ دیگی جسکی
کل کائنات بارہ بھیڑیں ہوں۔ جس کا اثاثہ اسی جاندار پر ختم ہو جائے۔

وہ والی سلطنت کا وارث اور جس کے لباس میں ایک چھوڑ چار چار پیوند وہ شہزادی کا دلدار۔

خاکِ اندلس سے مسلمانوں میں ہزاروں اور لاکھوں صورتیں پیدا ہوئیں ملکوں پر حکومت کرنے والے یہاں سے اٹھے۔ دنیا میں زندگی کا جائز حق رکھنے والے یہاں سے پیدا ہوئے دیکھنے دکھانے کے لائق سپوت اس مائی کی گود میں کھیلے اور تاریخ کو جگمگا دینے والے چاند اسی آسمان سے نمودار ہوئے۔ مگر پتھر سے ہیرا کیچڑ سے موتی جھونپڑی سے شال گدڑی سے لال عاصم کی دوسری مثال گدڑ بیٹے تو کیا بنوامیہ جیسے بااقبال بھی پیدا نہ کر سکے۔ خلوص نے جس کے نام کی اور محبت نے جس کے کام کی قسم کھائی صداقت جس کی چیری شرافت جس کی کنیز ایمان جس کو پیارا انصاف جس کو عزیز۔

دنیا جلکر اور بھن کر تڑپ کر اور لوٹ کر ایک نہیں ہزار کیسے ڈالے اور پرائے شگون کے واسطے اپنی ناک کٹا کر عاصم کے ساتھ الفیٹیا کو بھی جو منہ میں آئے وہ کہے جو دل میں آئے وہ سنائے۔ مگر عقلمند ایمان کو سامنے رکھکر سوچیں اور گریبان میں منہ ڈالکر دیکھیں یہ اسی کے دم کا طفیل جوتیوں کا صدقہ ایمان کا نتیجہ اور اسلام کا انجام تھا کہ شہزادی دیو محبت کی جھپٹ میں نہیں پنجہ میں پوری گرفتار ہو کر بھی عصمت کی کسوٹی پر ٹماٹم ٹوک اتری۔ ہٹ دھرمی کا علاج نہیں عاصم دکھا گیا اور دنیا نے دیکھ لیا کہ مسلمان خواہش کے بندے اور نفس کے غلام نہیں بات کے دھنی اور دل کے غنی ہیں۔ محبت کی زنجیر ان کے قدموں میں تاج شاہی کو ٹھکرانیوالی اور خلوص کا دریا ان کے سینہ میں نفسانی سمندر کو تہ و بالا کرنیوالا ہے۔ ملکہ نے اگر ہاتھ پکڑے کی لاج اور محبت کی شرم رکھی تو بڑوں کی بڑی باتیں سلطنت کی مالک بادشاہ کی بھانجی مال خزانہ دولت حشم جو کر گئی وہ تھوڑا جو دکھا گئی وہ کم ذکر عاصم کا ہے۔ پیٹ کو ٹکڑا

نہ تن کو کپڑا، سر پہ ٹوپی، نہ پاؤں کو لیتڑا مگر دیارِ محبت میں ہر قدم ایسا اٹھایا کہ تاجِ شاہی قربان اور تخت و سلطنت تصدق ؛

زمانہ اپنی رفتار سے مسلمانوں کے تمام کارنامے سرزمین اندلس سے مٹا دے، قصر الزہرا کی اینٹ سے اینٹ بج جائے۔ زمین آسمان کی ہمنوا ہو کر وقت کے راگ گائے اور دورِ گذشتہ کے جوہر فسانے ہو جائیں۔ لیکن عاصم کا نام ایک اندلس کیا دُنیا فراموش نہیں کر سکتی۔ اس کی فانی ہڈیوں کی حفاظت مٹی کا ایک ٹیلہ کر رہا ہو مگر چشمِ بینا یہاں وہ پھول دیکھے گی جن کو خزاں نہیں۔ اس کے چوگرد محبت کا وہ سبزہ لہلہا رہا ہے جس کو مرجھانے والی کوئی طاقت نہیں ؛



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



پندرہویں صدی عیسوی بچپن اور شباب دونو مرحلے طے کرنے کے بعد بڑھاپے
کی حدود میں قدم دھر چکی تھی کہ سلطنت اندلس پر بنی نصر کی حکومت کا وقت نے خاتمہ
شروع کیا۔ وہ تاج جو آٹھ سو سال اسلامی قدموں پر قربان رہا طوطے کی طرح دیدے
بدلنے لگا۔ اس وقت سلطنت اسلامی کی ڈگمگاتی کشتی کا ناخدا خلیفہ ابوالحسن تھا۔
اور بتیس دانتوں میں ایک زبان کی طرح چاروں طرف سے عیسائی سلطنتوں میں گھرا
ہوا بدنصیب اچھی طرح سمجھتا تھا کہ دشمن ملک و سلطنت ہی کا نہیں میدان تدبیر کا بھی
بادشاہ اور سیاست کا شہنشاہ ہے مگر عقل پر ایسے پردے پڑے کہ دولت اور
حکومت تقدیر کے حوالے کر اطمینان سے ہو بیٹھا۔ نتیجہ ظاہر انجام روشن اور معاملہ
صاف تھا۔ اسلامی سادگی اور شجاعت سب رکھی کی رکھی رہ گئی۔ واہ رے فرڈی نینڈ
نے ایک ادنی سی کوشش سے چنے چنائے محل اور بنی بنائی عمارتیں سب ڈھا دیں۔
ابوالحسن منہ تکتے کا تکتا رہ گیا اور گھر کے بھیدی نے لنکا ڈھائی۔ کلیجہ کا ٹکڑا جان
کا دشمن بنا۔ اور وہ ابو عبداللہ جس کی صورت دیکھ کر مظلوم باپ کا چلوؤں خون بڑھتا
تھا جس گوشت کے لوتھڑے کو پال پوس کر جوان کیا وہ باپ کے قتل پر آمادہ ہو کر مقابلہ کو آیا۔
حقیقت میں تو بنو نصر کی حکومت کا چراغ تیرہویں صدی کے وسط میں ہی ٹمٹما چکا تھا

مگر پھر بھی یہ وقت غنیمت تھا کہ جھڑتے ہوئے پھول روشن چراغ کا پتہ دے رہے تھے ابوالحسن اندلس میں تاج اسلامی کے مسافر کا نقش پا تھا مگر اُس کی ہمت اور شجاعت یقیناً قابل داد تھی۔ عیسائیوں نے نوچ ناچ لنڈ منڈ کر دیا تھا اور غرناطہ کے سوا سب کچھ نکل چکا تھا۔ مگر پھر بھی لٹ کھسٹ کر غرناطہ رشک جنت تھا۔ بار ہا بغلی گھونسوں نے حملے کئے۔ مگر وہ شیر میدان ایک قدم پیچھے نہ ہٹا اور ایسے دانت کھٹے کئے کہ دشمن بھی لوہا مان گئے۔ لیکن جب وقت نے وہ گھڑی دکھائی کہ آنکھوں کا تارا ابوعبداللہ تیغ برہنہ لیکر باپ کا سر اُتارنے آیا تو وہ۔ ابوالحسن جو پر عیسائیوں کی متفقہ کوشش کامیاب نہ ہو سکی۔ خدا کی قدرت دیکھکر لرز گیا۔ اور اب اس کو معلوم ہوا کہ زمانہ کی نیرنگیاں کیسی انوکھی ہیں اس نے حسرت سے بیٹے کی طرف دیکھا اور کہا۔

"اگر پرورش اسی روز کے واسطے تھی اور اس سر کا خواہاں کلیجہ ہے تو بسم اللہ"

ابوالحسن کی موت مستقبل کے واسطے ایک ایسا سبق چھوڑ گئی جس سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ ابوعبداللہ جس نے تخت سلطنت کے واسطے باپ سے وغا کی خوش نہ رہ سکا، اور وہ حکومت جس نے ابوالحسن جیسے انسان سے وفانہ کی ابوعبداللہ جیسے بے ایمان سے کیا وفا کرتی۔ راخل ابوالحسن کا چچا بیچ میں کود پڑا اور بجھتے ہوئے چراغ کی بتی تھوڑی دیر کو اور اکسا دی۔ مگر تیل ختم اور بتی جل چکی تھی۔ دشمن سر پر موجود تھا۔ راخل کی عقلمندی پر صبح صادق نے کھلکھلا کر ٹمٹماتے ہوئے چراغ کو پھونک ماری۔ یہ البتہ ایک موقعہ تھا کہ ابوعبداللہ جیسے دشمنوں کے دھوکہ میں آ، باپ کی قربانی چڑھا، اپنی زندگی کے کچھ روز اطمینان سے بسر کر لیتا۔ لیکن ایسی ہستیوں کے انجام اور ان مواعید کے نتیجوں سے تاریخ کے اوراق لبریز ہیں۔ فرڈی نینڈ نے کہلا بھیجا کہ جس مکار نے ابوالحسن جیسے عاشق باپ سے وفانہ کی وہ مجھ جیسے غیر سے کیا وفا کرے گا۔ اتنا کہہ کر فرڈی نینڈ ایک لشکر جرار سے غرناطہ پر حملہ آور ہوا۔

دغاباز شہزادہ کیسا ہی قابل ملامت کیوں نہ ہو مگر والی سلطنت کے قلب پر حکومت کرنے والا تھا۔ مدینتہ الزہرا اور قصر احمر جیسی بے مثل عمارتیں اس کا گہوارہ تھیں دولت غرناطہ مدتوں اس کے جلو میں حاضر رہی۔ سلطنت کی سقف متزلزل کے وہ رکن جو اڑواڑ کا کام کر رہے تھے اس کے ادنیٰ اشارے پر قربان ہونے کو تیار تھے عید کے روز اس کی سواری کا غلغلہ زمین سے آسمان تک بلند ہوتا تھا۔

ابو عبداللہ کی شکست معمولی شکست نہ تھی سلطنت اسلامیہ آٹھ سو سال حکومت کرنیکے بعد اس کی صورت میں سپین سے وداع ہو رہی تھی۔ بنو امیہ و نصر کی یادگاریں ان مٹنے والے بہادروں پر جن کی آغوش میں انہوں نے آنکھیں کھولیں اس وقت آٹھ آٹھ آنسو رو رہی تھیں۔ غرناطہ ابو عبداللہ کو نہیں عبدالرحمٰن اول اور دویم کو رخصت کر رہا تھا۔ گنگ و رسے عہد گذشتہ کا مرثیہ پڑھ رہے تھے۔ ادھر ہی کا دردناک نالہ کلیجوں کے ٹکڑے اُڑا رہا تھا۔ آدھی رات کا وقت وہ وقت آیا کہ قصر احمر کے در و دیوار جو عبداللہ کو دیکھ دیکھ کر نہال ہو رہے تھے اس پر لعنت برسانے لگے۔ یہ وہ نازک موقعہ تھا کہ زمین کا ہر ذرہ اور آسمان کی ہر شے نظر ام عبداللہ کی حالت کا تماشہ دیکھکر خوش ہو رہی تھی۔ آج اس کو معلوم ہوا کہ مجھ سے زیادہ ذلیل انسان پردۂ دنیا پر دوسرا نہ ہوگا۔ اس کی حالت دیوانوں کی سی تھی حسرت سے ایک ایک کا منہ تکتا تھا اور بلک بلک کر روتا تھا۔ مگر جدھر نظر ڈالتا تھا۔ اُدھر سے ہی ملامت کی آواز کان میں آتی تھی۔ روتا پیٹتا ماں کے کمرہ میں داخل ہوا۔ عائشہ بیٹے کی صورت دیکھکر تھرا اٹھی۔ دوڑی اس کا گریبان پکڑ لیا اور کہا۔

"مر جاتی میں ماں اس سے پہلے کہ تجھ جیسا دغاباز اور نمک حرام بچہ جنتی۔ دور ہو جا اور اپنی سیاہ صورت مجھکو نہ دکھا۔"

ابو عبداللہ ڈاڑھیں مار مار کر رو رہا تھا۔ ماں کا غصہ اور بھڑکا اور کہنے لگی۔

"جس سلطنت کو مردوں کی طرح دشمن سے نہ بچا سکا اسپر عورتوں کی طرح رونا فضول ہے"

اتنا کہہ کر عائشہ دوسرے کمرہ میں چلی گئی۔ اس وقت عبد اللہ ونا باز کو یقین کامل ہو گیا کہ پاؤں تلے کی چیونٹی بھی میری جان کی دشمن ہے۔ اور در حقیقت اب دنیا میں انسان یا حیوان کوئی ایسا نہیں جو مجھکو پناہ دے۔

رات اپنی منزل آہستہ آہستہ طے کر رہی تھی۔ اور چاند مسکراتا ہوا صبح صادق سے بغلگیر ہوئے خراماں آگے بڑھ رہا تھا۔ کہ روضۃ الناظرین سے صدائے توحید بلند ہوئی۔ عہد اسلامی کی یہ آخری اذان اس قدر موثر تھی کہ درختوں کا پتہ پتہ رو رہا تھا۔ طائر اپنے اپنے آشیانوں سے مضطربانہ نکل پڑے۔ اور شیون میں مصروف ہوئے۔ فرڈی نینڈ کی فوج آناً فاناً قلعہ میں داخل ہوئی اور قصر زہرا کی سر بفلاک دیواروں پر عیسائی جھنڈا لہرانے لگا۔ عیسائیوں نے اس فتح کی خوشی میں متواتر سات روز تک جشن منائے آٹھویں روز فرڈی نینڈ نے اپنی حقیقی بھانجی الفیٹیا کو جو ماموں کے پاس پرورش پا رہی تھی اور جس کو چچا اور چچی دونو چند منٹوں کا چھوڑ مرے تھے ولیعہد سلطنت مقرر کیا۔

(۲)

جو کل بادشاہ تھے وہ آج رعیت، جو ایک روز حاکم تھے وہ اسوقت محکوم، جو ابھی آزاد تھے وہ اب گرفتار، جو اس سے پہلے مالدار تھے وہ اس لمحہ فقیر المختصر فلک نیلوفری کی ایک گردش سے بنو امیہ اور بنو نصر جیسے خاندان دو دو دانوں کو محتاج ہو گئے۔ ان بدنصیبوں پر وقت نے جیسے جیسے ظلم توڑے اس کے بیان سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ جن کے حضور میں سلطنت دست بستہ حاضر رہی انکی اولاد در بدر بھیک

مانگتی اور پیٹ بھرتی پھری۔ جن کے نام کا سکہ تمام ملک میں مدتوں رہا ان کے کلیجوں سے چمٹنے والے مزدوری کرتے اور تن ڈہانکتے۔

ابوعبداللہ اور فرڈی نینڈ مدتیں ہوئیں مر کھپ گئے، فاتح رہا نہ مفتوح اور ملک کی باگ اس عورت کے ہاتھ میں آئی جس کا نام ملکہ الفنٹیا تہا۔ یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ عورت ذات نے مدبر مردوں کو مات کردیا۔ الفنٹیا نہ صرف حسن انتظام کے اعتبار سے بلکہ حسن صورت کے لحاظ سے بھی دور دور اپنا مثل نہ رکھتی تھی۔ ایک دو نہیں بیسیوں آدمی صرف اس کی صورت دیکھنے سینکڑوں کوس سے آتے۔ جشن نوروز میں جو سپین کی عید سمجھی جاتی ہے شہزادی کی سواری جب شہر میں نکلتی تو خلقت کا اژدہام اتنا ہوتا کہ آدمی پر آدمی گرتا۔ فوج ہوتی، رعیت ہوتی، اپنے ہوتے، غیر ہوتے، یورپ کیا دنیا کا کوئی شہزادہ ایسا نہ تھا جو اس کا طلبگار نہ ہو۔ سلطنت الفنٹیا کا غالباً پانچواں جشن تہا، شہر رنگ برنگ کے پھولوں سے آراستہ کیا گیا۔ سواری کے وقت دورویہ فوجیں کھڑی تھیں اور انکی پشت پر خلقت کی یہ کثرت کہ جہانتک نظر جاتی تہی آدمی ہی آدمی دکھائی دیتا تہا۔ عورت مرد لڑکے لڑکیاں شہری بردیسی غرض میدان میں اور سڑک پر تل دھرنے کو جگہ نہ تہی۔ موسم گرم تہا۔ اور ہوا بند لیکن سواری کا اشتیاق اس درجہ ترقی کر گیا تہا کہ سخت دہوپ میں بہی لوگ ہٹنے کا نام نہ لیتے تہے قلعہ کی توپ نے شہزادی کی روانگی کا اعلان کیا۔ سواری کا ابہی پتہ نہ تھا مگر خلقت کی کیفیت یہ تہی کہ ایک پر ایک گرا پڑتا تہا۔ باجے کی آواز کانوں میں آئی فوج نے اپنے ہتھیار سنبھالے سواری نمودار ہوئی آفتاب غروب ہونیوالا تہا مگر معلوم ایسا ہوتا تہا کہ چاند وقت مقررہ سے قبل قانون قدرت کے خلاف بجائے آسمان زمین سے طلوع ہوا۔ الفنٹیا اس وقت زعفرانی لباس میں تہی۔ ہاتھ میں ایک سرخ پہول بغیر کسی حملہ کے سینکڑوں ہزاروں دل زخمی کر رہا تھا۔ کھلے ہوئے بال ایک ناگ

تھے جو آفت ڈھا رہے تھے۔ چھوٹے چھوٹے دو زمردیں آویزے ہوا کی گود میں جھولتے ہوئے
رخ روشن کے پہرہ دار تھے۔ دعاؤں کا غلغلہ زمین سے آسمان تک بلند ہوا اور
قصر السرور کے سامنے جس کے متصل گرجا تھا سواری آ کر ٹھہری۔ رومی و کاشانی
مخمل کا فرش پابوسی کے شوق میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھ رہا تھا
خدا خدا کر کے آرزو پوری ہوئی۔ آنکھیں نازک قدموں سے ملیں۔ داخلہ کی توپ
چھوٹی اور ملکہ معہ دستۂ حفاظت کے اندر داخل ہوئی۔ بی بی مریم اور حضرت مسیح
کے بتوں پر پانی چھڑ کا سجدہ کیا پھول چڑھائے۔ شمع روشن کی اور باہر نکلی۔ چاند
کے قریب سات سہیلوں کے گچھے کی طرح دستہ کے ہتھیار اور زرق برق پوشاکیں
جگمگا رہی تھیں۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکے جسم نازک سے لپٹ لپٹ کر اوپر اڑ رہے
تھے۔ دعا کا غلغلہ بلند تھا اور نگاہیں اس چاند سے چہرہ پر بندھی ہوئی تھیں
کہ ایکا ایکی چلتے چلتے ٹھٹکی، پیشانی پر ایک بل آیا جھکی، دیکھتی ہے تو ایک سیاہ
سانپ پاؤں سے لپٹا ہوا ہے، چیخ ماری اور گر پڑی۔

ایک وہ نہیں ہزاروں نمکخوار تھے اور عاشق زار۔ پروانوں کی طرح نثار ہونے کو
موجود تھے۔ دشمن ہوتا تو تکا بوٹی کر دیتے۔ گستاخ ہوتا زبان کھینچ لیتے۔ مگر سب
مجبور اور لاچار ملکہ گری اور گرتے ہی بیہوش، خوشی کا جلسہ انا فانا غم سے بدل گیا
روتے پیٹتے محل میں لائے۔ ماہرین فن طبیب حکیم جمع ہوئے کوشش میں کمی نہ کی۔
بند بھی باندھے اور پچھنے بھی لگوائے مگر زہر سرایت کر چکا تھا آدھی رات کے وقت
منہ سے کف جاری ہوئے اور وہ تن نازک جو بلور کے ٹکڑوں کو شرماتا تھا کانچ بنگیا۔

محل میں رونا پیٹنا مچا، عزیزوں نے پچھاڑیں کھائیں، نوکروں نے ٹکریں
ماریں، کوئی آسمان کی طرف دیکھتا تھا، کوئی مریض کی طرف، سڑکوں پر سجدے تھے
زبانوں پر دعائیں تھیں گرجا میں نمازیں تھیں۔

جب معالج بھی مایوس ہوئے اور زندگی کی امید کسی متنفس کو نہ رہی۔ تو ایک شخص قصر شاہی میں حاضری کی اجازت کا طلبگار ہوا اور خواہش کی کہ شہزادی کی صورت نہیں صرف حالت ایک دفعہ دیکھوں اور تھوڑی دیر بعد ایک سنڈ مسنڈا جوان جس کی گھنی داڑھی خاک میں اٹ رہی تھی جس کے میلے بال اُلجھ کر جلد سے چمٹ چکے تھے۔ ایک میلا سا تہ بند باندھے اور کمبل کی مرزئی پہنے اندر داخل ہوا اس کی صورت وحشیوں کی سی اس کی رفتار گنواروں کی سی، اسکی گفتار اکھڑوں کی سی۔ کس کا مجرا کہاں کی کورنش کیسا اداب اور کدھر کی تسلیم ایک نظر ادھر سے اُدھر ڈالی آگے بڑھا شہزادی کو دیکھا مسکرایا اور بآواز بلند کہا۔

"مریض سے زیادہ مردنی تم لوگوں کے چہرے پر کیوں چھا گئی، موت اچھے آدمیوں کے لئے ایسا خطرناک واقعہ نہیں، دنیا اپنی بے ثباتی، حالت اپنا تزلزل، زندگی اپنا انجام اور خوشی اپنا نتیجہ تمکو دن رات ہر رنگ میں اور ڈھنگ میں ہر صورت سے اور ہر حالت سے اچھی طرح دکھا رہی ہے۔ فانی دنیا سے وداع ہوتے وقت تمہاری حکمراں ملکہ اور کوہ سلیسر کا جوگی فقیر دونو ایک ہیں۔ صبر کرو مشیت پر راضی رہو تقدیر پر اور خاموش ہو جاؤ حکم الہی پر، دولت اندلس دیکھنے والوں کو بڑے بڑے تماشے دکھا گئی۔ اس نے عبدالرحمن اوّل و دوم جیسے بےمثل مدبروں کو انگلی کے ایک اشارے سے ڈہائی گز زمین کے نیچے پہنچا دیا، اس نے اپنے ظاہر فریب چہرہ کے ایک تبسم سے ابوعبداللہ جیسے بیوفا کو کتے سے بدتر بنا دیا آج وقت ہے کہ میں دکھاؤں اور تم دیکھو جنگلی ہستیاں قصر شاہی کی روحوں سے فقیر صورتیں امیر انسانوں سے، وگر کی سوکھی لکڑی چمکدار ہتھیاروں سے چکٹ لباس زریں پوشاکوں سے زیادہ طاقتور ہیں۔ تمنے اپنے سجدے کرائے مسیح اور مریم کی پرستش دیکھ لی اب میرا سوانگ بھی دیکھ لو"

سب دنگ اور دم بخود تھے شمعوں کی روشنی نے رات کا دن بنا دیا تھا۔ وحشی

اتنا کہکر آگے بڑہا اور ایک جواہر نگار کرسی گھسیٹ کر طلائی مسہری کے پاس جس پر
ملکہ دنیائے ناپائدار سے وداع ہو رہی تہی بیٹھ گیا۔ غور سے صورت دیکھی اور کہا:
"معجزہ اور کرامت نہیں ہمت اور طاقت نہیں محض خدا کی قدرت ہے اور اسلام
کی برکت کہ ایک گنہگار انسان ایک ادنیٰ مسلمان وہ کر دکھاتا ہے جو تمہارے ہاں
بڑے بڑے نہ کر سکے"۔ اسلامی اثر سلطنت کے ساتھ ہی فنا ہو چکا تہا اور ملک میں
مسلمانوں کی تعداد اب برائے نام تھی۔ لیکن تعصب کی آگ اس قدر بھڑک رہی تہی کہ
باوجود حکومت کے عیسائی مسلمانوں کا قتل کار ثواب سمجھتے تہے۔ وحشی کی گفتگو سنتے
ہی اراکین سلطنت بگڑ گئے ایک بڈہا راہب اٹھا اور کہنے لگا:

"مسلمان اپنے غلط عقیدے کی کافی سزا بھگت چکے انکو اچھی طرح معلوم ہو گیا کہ
حق اور باطل میں کیا فرق ہے۔ خداوند نے انکو اچھی طرح ذلیل و رسوا کر کے دنیا کو دکہا دیا کہ جھوٹی
ترقی پائدار نہیں اور دنیا میں مستقل زندگی ان ہی لوگوں کو میسر ہے جو اس کی حقیقی رضامندی
مقدم سمجھتے ہیں"۔

وحشی:- ہماری ترقی اور تنزل کا خدا سے کچھ واسطہ نہیں یہ ہمارے اپنے اعمال ہیں
جب تک ہمنے ترقی کی کوشش کی کامیاب ہوئے۔ جب ہمنے تنزل کی طرف رجوع کیا۔
تو روکنے والا کون تہا۔ فتح اور شکست صداقت کا معیار نہیں، ترقی اور تنزل پر حقانیت
کا انحصار پہلے تہا نہ اب ہے۔ میں خدا کا ایک گنہگار بندہ ہوں لیکن تمکو جن معجزوں پر
کامل بھروسہ و پورا یقین ہے وہ میں خود دکہا دونگا۔ تمہاری شہزادی مر رہی ہے سانپ کا
زہر چڑھ چکا۔ اگر بیمار کو چنگا مردے کو زندہ کرنیوالی کوئی روحانیت تم میں موجود ہے
تو اس سے کام لو۔ ورنہ یقین کرو تمہارا عقیدہ غلط تمہارا یقین جھوٹا۔ حضرت مسیح کے
وہ معجزات جن پر تمہارا ایمان ہے خاک عرب سے اٹھنے والے رسول کی امت کا ایک ادنیٰ خادم دکھا
سکتا ہے"۔

حکومت کی طاقت وحشی کے ان الفاظ کی برداشت نہ کرسکی۔ اگر معاملہ نازک نہ ہوتا تو شاید چیل کوؤں کو بوٹیاں دیدی جائیں تاہم اتنی سزا ملی کہ مدعی نہایت ذلت کے ساتھ دھکے دیکر نکالدیا گیا۔

(۳)

فرشتۂ صبح کا یہ آسمانی پیام کہ نیچے جنو موت کے لئے اور مکان ہناؤ ڈہانے کے لئے ہوا میں گونج رہا تھا کہ الفیٹیا کا وہ نازک جسم جس کا ہر عضو اپنی گردش سے قیامت ڈہاتا اور بجلی گراتا تھا ٹھنڈا برف ہوگیا۔ نبضیں ختم ہوئیں۔ سانس رخصت ہوا اور جس کے حسن کی دہاک ایک عالم میں بیٹھی ہوئی تھی وہ گوشت کا اب ایک بیجان لوتھڑا تھی۔ وہ متوالی آنکھیں جن کا نظارہ ٹھنڈے دل کو بھی تڑپا دیتا تھا بند ہوئیں۔ اور وہ لب نازک جن کی ہلکی ہلکی مائل سرخی آنکھوں کے راستہ کلیجہ کے باہر ہوتی تھی ہلدی کی تحریر بنگئے۔ قصر شاہی سے ماتم کی صدائیں اور شیون کا نالہ بلند ہوا۔ اور جہاں پھولوں کی قطار عالم بہار پیدا کررہی تھی وہاں سیاہ لباس کے سوا کچھ نہ تھا۔ شاہی جھنڈے سرنگوں تھے۔ اور در و دیوار خاموش امراء ساکت اور وزراء دم بخود فوج حیران اور دستہ پریشان بڈہا باپ اور بدنصیب ما دیوانوں کی طرح جھک جھک کر چہرہ دیکھتے اور کلیجہ میں گھونسہ مارتے الگ ہٹ جاتے۔ ہر طرف ایک کہرام مچ رہا تھا۔ گیارہ بجے کے قریب جنازہ اٹھایا گیا۔ ارمان بھرے دل جو عالم خیال میں ہزار ہا امنگیں پہلو میں لئے بیٹھے تھے برہنہ سر اور ننگے پا ساتھ ہوئے اور دوپہر کے بعد حسینۂ اندلس سپرد زمین کردیگئی۔

❊❊❊

الفیٹیا کے بعد اس کا چھوٹا بھائی فریڈرک تخت و تاج کا وارث تھا۔ مگر اسکی عمر چونکہ بارہ سال سے کم تھی اس لئے تجویز یہ ہوئی کہ ہیرس فریڈی نینڈ کا بھتیجا

عارضی طور پر بادشاہ قرار دیدیا جائے اور ہوشیار ہوتے ہی سلطنت کا مالک فریڈرک ہے۔ اس تجویز سے اگرچہ چند اراکین متفق نہ تھے مگر کثرت رائے سے یہی طے ہوا اور قرار پایا کہ کل علی الصباح ہیرسس کی سرپرستی میں فریڈرک کی تخت نشینی کا اعلان ہوجائے ۔

الفنٹیا جیسی قابل ناز ہستی کی فنا دنیا کا پہلا واقعہ نہ تھا۔ نہ معلوم ایسے ایسے کتنے چمکدار چہرے خاک میں ملے جو موت کے وقت دیوانوں کی طرح سر پھوڑ رہے تھے۔ وہ جلوس کے وقت باغ باغ اور نہال نہال تھے۔ غرناطہ دلہن کی طرح آراستہ کیا گیا۔ بنوامیہ کی عالیشان عمارتیں منہ سے بول رہی تھیں قصر شاہی اور گرجا جشن نوروز کو مات کر رہے تھے تمام روز عید کا لطف رہا۔ رات کو جب اعلان شاہی کا وقت قریب آیا تو شہزادہ جیمس نے ایک تحریر پیش کی جس میں صاف طور پر ملکہ الفنٹیا کے یہ الفاظ موجود تھے۔ کہ تاج و تخت کا وارث میرے بعد جیمس ہے ۔

جیمس خاندان شاہی کا بہت بڑا رکن تھا۔ اور کورٹ شپ کے سلسلہ میں قریب قریب اس کا تمام وقت ملکہ کی صحبت میں بسر ہوتا تھا جیمس کے دعوے اور اس تحریر نے اب سلطنت کے دو حصے کر دیئے ایک فریق ہیرسس کی تخت نشینی کا خواہاں تھا دوسرا جیمس کا۔

اس وقت اور ہر دلعزیزی کے علاوہ جو جیمس کو میسر تھی سب سے بڑی بات یہ تھی کہ الفنٹیا کی زندگی میں محبت کا کوئی مرحلہ ایسا نہ تھا جو عاشق جانباز نے باسانی طے نہ کیا ہو۔ بڈہالیسن اور اس کی بیوی فلورا دونو ماباپ اس شادی کے برخلاف تھے مگر جیمس کی اطاعت، محبت، ہمت، خوشامد نے الفنٹیا کے دل میں کچھ ایسا گھر کر لیا تھا کہ اب وہ اس کے ہر قول کو صحیح اور دعوے کو درست تسلیم کرتی۔

الفیٹیا کے مرتے ہی اس نے اپنی ہوشیاری سے تمام بڑے بڑے آدمیوں کو گرویدہ کرلیا۔ اور گولیس اور اسکی بیوی دونوں نے اس تحریک کی مخالفت کی۔ مگر جمیس تخت نشین ہوا ÷

۴

زمردیں مسہریوں اور پھولوں کی سیجوں پر آرام کرنے والے پرسیٹیو یعنی غرناطہ کی شاہی قبرستان میں سر منہ لپیٹے ہزاروں من مٹی کے نیچے پڑے ہیں جن کے درباروں میں بڑے بڑے امرا اور روسا دست بستہ حاضر تھے آج گنجان درختوں کا سایہ عشق پیچے کی بیلیں، لوکے جھکڑ اور مٹی کے تودے انکے ہمراز و دمساز ہیں۔ ابھی چند گھنٹے پہلے پرسیٹیو کی چہل پہل شہر کی آبادی کو مات کررہی تھی۔ ملکہ کے دفن میں رعیت کا ہر چھوٹا بڑا شریک تہا لیکن اسوقت ہوا کے جھونکوں اور رات کی سائیں سائیں کے سوا کوئی آواز نہیں البتہ درختوں سے پتے فنا ہونیوالوں کا مرثیہ رک رک کر پڑھ لیتے ہیں۔ اس عالم سنسان میں کدال پھاوڑوں کی آواز ہوا میں گونجی رات اندھیری تھی اور جسکی خوابگاہ جھلاجھلی کی روشنی سے دن کو پرے بٹھاتی تھی اسوقت صرف ایک شمع اس کے سرہانے رو رہی تہی۔ دنیا عالم خواب میں تہی نظام عالم کا ہر ذرہ اپنے کام میں لیکن ایک شخص برابر قبر کھودنے میں مصروف تہا یہانتک کہ لاش کا صندوق نظر آیا۔ اب وہ اندر اترا صندوق کھولا لاش نکالی اور کندھے پر رکھ باہر آیا۔ قبر بدستور بند کردی اور چلتا ہوا ÷

مسافر شب کی طرح اس شخص کی رفتار بھی لحمہ بہ لحمہ تیز ہو رہی تہی۔ کفن میں لپٹی ہوئی لاش اس کے کندھے پر تھی قبرستان سے باہر نکلکر وہ ٹھٹکا، اس نے چاروں طرف نظر دوڑائی۔ کائنات کے رخ روشن پر رات کی سیاہی کا برقع پڑا ہوا تہا

اور بظاہر کوئی روک ٹوک نہ تھی۔ پریٹیو کا محافظ اطمینان سے نیند کے مزے لے رہا تھا۔ مگر اس شخص کا دل دھکڑ دھکڑ کر رہا تھا۔ سڑک پر پہنچکر وہ پھر ٹھہرا اور چاروں طرف اچھی طرح دیکھا۔ کچھ سوچا اور پھر آگے بڑھا۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد وہ اس سڑک پر ہولیا جو دمشق کو جاتی تھی اور آناً فاناً نظروں سے غائب ہوگیا۔

۵

بڈھے لیسن تو نے اپنے مکر اور فریب سے جو مصیبت میرے سر پر ڈھائی جب تک میں اس کی کافی سزا تجھکو نہ دے لوں میرا دل ٹھنڈا نہیں ہو سکتا رعیت کا ایک فرد بھی ایسا نہیں جو میری حکومت کے برخلاف ہو یہ تمام آگ تیری لگائی ہوئی ہے تو نے میرے ہی ساتھ نہیں اپنی اس مری ہوئی لڑکی کے ساتھ دغا کی جس کا تو عاشق زار تھا۔ تجھکو اچھی طرح معلوم ہے کہ وہ میری صورت کی دیوانی تھی۔ اس نے تیری مرضی کے خلاف مجھ سے شادی کی۔ تیرے غصہ کو ٹھکرا دیا تیری نفرت کو حقارت سے جھڑک دیا۔ کیا یہ شادی کی انگوٹھی، وہی نہیں ہے جو تیرے ہاں سات پشت سے برابر چلی آتی ہے۔ اب بھی اگر تو اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتا تو میں تجھکو اس کا مزہ چکھاؤنگا کہ تو ہمیشہ یاد رکھیگا:

لیسن کے ہاتھ میں ہتھکڑی پاؤں میں بیڑی اور گردن میں طوق تھا۔ سر کے سفید بال ہوا سے اڑ اڑ کر اس کے منہ پر گر رہے تھے۔ اس کے ہونٹ خشک تھے اس کا چہرہ اداس تھا۔ ننگی تلواروں کے پہرہ میں وہ خاموش کھڑا تھا کہ جمیس دانت پیستا ہوا اٹھا اور کہا:-

"مکار اس وقت میرے سامنے بھیگی بلی بنا کھڑا ہے۔ زبان کھول اور جواب دے تیری رہائی یقیناً میری بربادی ہے اگر تو اب بھی توبہ کرے اور یقین دلائے

کہ آئندہ و میری اطاعت تیرا فرض ہوگا تو میں تجھکو چھوڑ دوں"۔

لیسن۔ ظالم تو غلطی پر ہے چند روزہ سلطنت نے تیری عقل پر پردے ڈال دیئے۔ او بیوقوف یہ پائدار نہیں بیوفا ہے۔ مسلمانوں کی با اقبال سلطنت چشم زدن میں ملیامیٹ ہو گئی۔ کل جہاں توحید کے جھنڈے اڑ رہے تھے اور اسلام کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں آج وہاں خاک اڑ رہی ہے فریڈی نینڈ جیسا فاتح جس کی شجاعت ضرب المثل ہے موت کی چکی میں چیونٹی کی طرح پس گیا۔ الفٹیا جیسی گل اندام پھول کی طرح دنیا کو مہکا کر ایک رات میں مرجھا گئی۔ یاد رکھ بیوقوف جمیس وقت ہمیشہ ساتھ دینے والا نہیں۔ انگوٹھی جو تیری انگلی میں ہے بیشک میرے خاندان کی ہے اور بیچ اب گو الفٹیا موجود نہیں یہ کہنے میں تامل نہیں کہ مرنے والی وفا دار تھی کہ مجھکو علم نہ ہونے دیا۔ اسپر بھی تیری نخوت اور تمکنت ظلم و ستم اس قابل نہیں کہ ملک کی باگ تیرے ہاتھ میں دی جائے"۔

لیسن کا یہ آخری فقرہ ختم نہ ہوا تھا کہ جمیس کی آنکھوں میں خون اتر آیا وہ دانت پیستا آگے بڑھا اور بندوق کا کندا اس زور سے منہ پر مارا کہ لیسن کا چہرہ لہولہان ہو گیا۔ اس نے سفید داڑھی سے لال خون پونچھا اور کہا۔

کیا الفٹیا کی محبت یہی معنی رکھتی ہے؟ حق کہنے پر آپے سے باہر ہو یہ گروہ جو آج تیرے دام میں پھنسکر تیری حکومت کا موید ہے کل تیرے مظالم سے سر پر ہاتھ رکھکر روئے گا تو دغا کا پتلا اور فریب کی پوٹ ہے۔

جمیس نے اب جلاد کی طرف اشارہ کیا اور آناً فاناً لیسن کی گردن زمین میں تڑپنے لگی۔

باب (۶)

پہاڑ کا لامتناہی سلسلہ دور تک پھیلا ہوا ہے۔ دامن کوہ میں جس کے سامنے

دریا لہریں لے رہا ہے پھونس کی جھونپڑی میں ایک مہ جبین آنکھیں کھولے ٹوٹی سی چارپائی پر لیٹی ہے۔ جسم بلوریں پر نیلی رگیں نقاہت سے نمودار ہو کر ابر سیاہ کے غلیظ ٹکڑوں کا سماں دکھا رہی ہیں۔ بمشکل سے بات کر سکتی ہے۔ سانس آہستہ آہستہ چل رہا ہے۔ آنکھیں بند کرتی ہے کھولتی ہے اور ان ہی آنکھوں سے بدقت تمام ایک نظر دروازے تک پہونچا کر کچھ سوچنے لگتی ہے۔ آفتاب خاصا تیز اور ہوا اچھی گرم ہے۔ دن کے چار بجے ہونگے۔ کہ بھیڑوں کا چرواہا سر پر پگڑ باندھے لمبا کرتہ پہنے ہاتھ میں موٹا سا لٹھ لئے گھر میں داخل ہوا۔ اس کے ایک ہاتھ میں تازہ دودھ کا پیالہ ہے۔ مریض کے قریب پہونچا سہارا دیکر اُٹھایا اور دودھ پلا کر پھر لٹا دیا اس کے بعد چرواہا باہر نکلا، بھیڑیں درہ میں بند کیں پہاڑ پر چڑھا کچھ پھل توڑے اور پانی کا ایک ڈول دریا سے بھر واپس آیا۔

مریضہ منتظر تھی آفتاب غروب ہو چکا تھا۔ زیتون کا تیل چراغ میں ڈالکر چرواہے نے روشنی کی۔ بیمار کو اور دودھ پلایا اور خاموش ہو بیٹھا۔

کانپتا ہوا نازک ہاتھ بیمار کا اوپر اٹھا تیماردار کو اشارے سے بلایا اور رُک رُک کر کہا "بتا .... دو .... تم .... کون .... ہو .... میں .... کہاں .... ہوں"

چرواہے کے سخت چہرے پر خفیف مسکراہٹ آئی۔ اور کہا

"میں غرناطہ کا ایک معمولی چرواہا اور آپ اس چرواہے کے گھر میں"

بیمار۔ کچھ اور .... مجھ پر کیا .... گذری۔

چرواہا۔ آپ کو اپنی داستان کہانتک یاد ہے"

بیمار۔ سانپ کے کا .... ٹنے تک۔

چرواہا۔ میں نے جب یہ خبر سنی تو اس لئے کہ میں مسلمان ہوں اور تیری

مقدس یعنی قرآن ہر دکھ کی دوا اور ہر مرض کی شفا ہے مجھکو یقین کامل تہا کہ سانپ کا زہر اتار
دونگا۔ محل میں ٹہنچا۔ انسان جب حیات فانی کی کُنہ کو پہنچ جاتا او صنعت سے صانع کا پتہ لگا لیتا ہے
تو وہ مخلوق ہو کر فنا فی الخالق ہو جاتا ہے۔ اور یہ وہ وقت ہے کہ کائنات کی ہر شے اس کے
سامنے ہیچ ہوتی ہے۔ یہ ہی اشیا جن میں کچھ نہ کچھ خاصیت ضرور ہوتی ہے۔ اس مرتبہ
پر پہنچکر انسان سے پوشیدہ نہیں رہتیں۔ میں خادم ہوں ایک ایسی ہستی کا جس کے حضور
میں حجر و شجر گویا ہوئے۔ مجھے معلوم تہا کہ جنگل کی خود رو بوٹیاں قدرت کا مخفی خزانہ ہیں
میں نے علی الاعلان ارا کین دربار سے خطاب کیا کہ آج حقانیت کے امتحان کا بہترین
موقعہ ہے۔ عبادت گذار راہب اپنے کام دکھائیں یا اسلام کے ایک گنہگار بندے
کے اعتقاد کا تماشہ دیکھیں۔ افسوس یہ اعلان بجائے اس کے کہ قدر سے دیکھا جاتا
حقارت سے مسترد کر دیا گیا اور انھوں نے ایک بیش بہا زندگی کے مقابلہ میں اپنی نخوت
اور ہٹ کو ترجیح دیکر آپ کو موت کے سپرد کر دیا۔ مجھے معلوم تہا کہ پانی کا ڈوبا ہوا اور
سانپ کا کاٹا ہوا کچھہ دیر تک اس حالت کے بعد بھی جس کو ظاہری آنکھیں موت سمجھتی
ہیں قابل علاج رہتا ہے۔ میں نے یہ کوشش کی کہ لاش کے صندوق اور قبر کی دیواروں میں
ہوا کے داخل ہونیکا راستہ رکھا اور دفن کے بعد آپ کو نکالکر خدا کی قدرت کا تماشہ دکہا دیا۔
وہ چہرہ جس پر مردنی چھا چکی تہی اب اسپر دو کیفیتوں کا گذر تہا۔ خوشی کے آثار
فوراً نمودار ہو گئے اور اس وقت کی تصویر جب ظالم سانپ نے ڈسا آنکھ کے سامنے پھر گئی
مر کر زندہ ہونا معمولی بات نہ تھی۔ اس خاص حالت میں بھی اس خبر نے کمزور جسم میں ایسی
طاقت پیدا کر دی کہ ملکہ اٹھ بیٹھی۔ مسرت کے انتہائی جذبات اس کے ہر سانس سے اور ہر حرکت
سے ظاہر ہو رہے تھے مگر اس کے ساتھ ہی محسن کی خدمات کا بار بھی گردن پر سوار تہا کہ آنکھیں
پہاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھتی تہی کہ اس کا کچھہ زیادہ پتہ لگاؤں اور معلوم کروں کہ یہ شخص

کون ہے

دفعتہً وہ فرط مسرت سے اچھل پڑی اور چرواہے سے کہا "آپ مسلمان ہیں ؟"

"الحمدللہ اسلام کا ایک ادنیٰ خادم۔"

ملکہ - کچھ شک نہیں آپنے ناممکن کو ممکن کر دکھایا ۔"

چرواہا " یہ صرف خدا کا فضل تہا۔ انسان بغیر اس کی اعانت کے کچھ نہیں کرسکتا"

ملکہ " آپ کی رائے میں میری یہ نقاہت کب تک دور ہوجائیگی۔

چرواہا " افسوس میں طبیب نہیں ہوں تجربہ کہتا ہے تین چار ہفتہ ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ یہاں ہر قسم کی اذیت اور تکلیف آپ کو پہونچ رہی ہے۔ قصر شاہی میں وقت گذارنیوالا جسم چرواہے کی جھونپڑی میں دن بسر کر رہا ہے۔ ملکہ عالیہ میں مہمان نوازی کے قابل نہیں تخت سلطنت مبارک ہو پھر آپ کہاں اور یہ در و دیوار کہاں خوش نصیبی تہی اس زمین کی کہ نازک قدموں کو بوسہ دیا اور اچھی تقدیر تھی میری کہ یہہ جھونپڑی اس روشن چہرہ سے منور ہوئی ۔"

ملکہ اب خاموش تھی ایک ہلکی سی مسکراہٹ آنکھوں میں لوٹی اور اس آخری فقرہ کا جواب صرف ترچھی نظر تھی جس میں اعتراف کرم کے ساتھ محبت کی ایک خفیف جھلک موجود تہی۔

ان آنکھوں میں ایک جادو تہا، یہ نگاہ ایک بجلی تی جو غریب چرواہے کے دل پر گری اور سر سے پاؤں تک خاک سیاہ کر دیا۔ بیتابانہ اٹھا اور تڑپتا ہوا قدموں میں گر پڑا۔

ملکہ " کیا تمکو بھی سانپ نے ڈسا ۔ یہاں تو کوئی علاج کرنیوالا بہی موجود نہیں"

چرواہا " ہاں مجھکو اور قسم کے سانپ نے کاٹا۔ مگر میرا معالج تو وہی ہے جس نے مجھکو فنا کیا۔ یہ زہر قاتل نہیں پر لطف ہے ۔"

ملکہ " لطف تو میرے زہر میں تہا کہ دنیا سے تھوڑی دیر کو بالکل ہی بیخبر ہوگئی تہی ایک معمہ تو بہت اچھا کھل گیا۔

چرواہا ”وہ کیا؟“

ملکہ ”یہ مذہب کے جھگڑے“

چرواہا ”وہ کس طرح؟“

ملکہ ”موت کے بعد کچھ نہ تھا۔ دوزخ تھا نہ بہشت اور عذاب تھا نہ ثواب“

چرواہا ”مگر موت تو نہ تھی“

ملکہ ”پھر کیا تھا؟“

چرواہا ”بیہوشی“

ملکہ ”یہ بھی موت ہی تھی اور اگر علاج نہ ہوتا تو یہی حالت موت کی تھی۔ کوئی دوسرا نتیجہ ایسا نہ تھا جو اس سے مختلف ہوتا۔

چرواہا ”بیہوشی بالآخر موت ہو جاتی۔ مگر بیہوشی موت نہ تھی۔ اور اعمال کی جزا موت کے بعد ہے“

ملکہ ”یہ اسلام کا عقیدہ ہے؟“

چرواہا ”نہیں یہ صرف اسلام کا نہیں ملکہ ہر ذی عقل کا“

ملکہ ”یہی عقیدہ عیسائیت کا ہے؟“

چرواہا ”ہاں نتیجہ تو قریب قریب ہر مذہب کا یہی ہے اور اعمال کی سزا و جزا کے سب قائل ہیں کوئی کسی طرح اور کوئی کسی طرح مگر اصل اصول قابل بحث ہے“

ملکہ ”آپ پیغمبر عربی کے قائل ہیں۔

چرواہا ”لاریب وہ بے مثل ہستی تھی جس نے زبان اور قلم سے نہیں اعمال اور افعال سے اپنی نبوت کا ثبوت دیا۔ اور دنیا کے ہر تعلق کو نعمت بنایا بشرطیکہ وہ ناجائز نہ ہو“

ملکہ ”اس کا کیا مطلب ہے؟“

چرواہا "اسلام کی تعلیم ترک دنیا نہیں بلکہ بیوی بچے عزیز اقارب مسلمان کی جزو زندگی ہیں۔ اگر ترک دنیا کے بعد انسان خدا کی عبادت کر سکا تو نیا وہ قابل تعریف نہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ قدرت کا منشا نظام عالم سے بقا حیات ہے۔ اگر انسان قدرت کے اس منشا کی مخالفت کرے تو اس کی تعلیم جائز نہیں اور اس کی پیروی قطعاً نامناسب۔"

ملکہ "آپ خداوند مسیح پر معترض ہیں۔"

چرواہا "میں عیسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر یقین کرتا ہوں۔ اسلام نے انکی نبوت کا اعتراف کیا ہے۔"

ملکہ "کیا واقعی؟"

چرواہا "یقیناً۔ کلام الٰہی میں جس کو ہم قرآن شریف کہتے ہیں یہ بحث صاف ہے۔"

ملکہ "مجھے اس کا علم نہ تھا۔ پھر ہمارے آپ کے مذہب میں کیا فرق رہا۔"

چرواہا "ہم حضرت عیسیٰ کے ساتھ رسول عربی کو پیغمبر آخر الزمان یقین کرتے ہیں۔ آپ کی انجیل کو بھی خدا کا کلام مانتے ہیں اس لئے کہ قرآن مجید میں اس کا ذکر ہے۔ لیکن عیسائی ہمارے رسول کی پیغمبری کے قائل نہیں۔"

ملکہ "اس میں ان کا کیا ہرج ہے۔"

چرواہا "حضرت عیسیٰ کی زندگی کی پیروی وہ کر نہیں سکتے۔ کرتے ہیں وہ جو اسلام کے احکام ہیں۔ مگر ہمارے رسول کی زبان سے مخالفت کرتے ہیں جس کے معنی ہٹ دھرمی کے سوا کیا ہو سکتے ہیں۔"

ملکہ "آپ مسیح کو خدا کا بیٹا تسلیم کرتے ہیں۔"

چرواہا "نہیں ہرگز نہیں۔ ہم خدا کو وحدہٗ لاشریک یقین کرتے ہیں اور

اس کی ذات کو ہر قسم کے شرک سے بری سمجھتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ کو پیغمبر اور ان کی مقدس ما حضرت مریم کو دنیا کی بہترین عورت مانتے ہیں۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ بن باپ کے پیدا ہوئے خدا کو باپ بننے کی ضرورت نہ تھی آپ ہی خیال کیجئے جو اتنی قدرت رکھتا ہے کہ انسان سے انسان پیدا کر دے کیا وہ بغیر باپ کے اولاد پیدا نہیں کر سکتا۔ بہر حال حضرت آدم کا پیدا کرنیوالا بھی تو وہ ہی ہے جس کے وجود کے ہم اور آپ دونو قائل ہیں۔ اور جس کو ہم دنیا میں سب سے پہلا انسان خیال کرتے ہیں"

ملکہ "یہ باتیں تو دل کو لگتی ہیں مگر اس کے متعلق ہم پھر کسی وقت گفتگو کرینگے"

چرواہا "مجھے ایک بات اس سلسلہ میں اور کہنی ہے اور وہ یہ کہ باوجود نبوت اور پیغمبری کے ہماری کتاب مقدس جو ہمارے رسول پر نازل ہوئی ہمکو یہ بتا رہی ہے کہ ہم اپنے رسول کو اپنے ہی جیسا انسان سمجھیں یہ نہیں کہ اس کو خدا تسلیم کریں"

ملکہ "نہایت خوب میری رائے میں رسول عربی کی صداقت کا یہ بہت بڑا دعوے ہے۔ کیا آپکے پاس قرآن موجود ہے اور مجھے آپ یہ الفاظ دکھا سکتے ہیں"

چرواہا۔ قرآن مجید میرا ایمان ہے میری جان ہے میں اکثر اس کی تلاوت کرتا ہوں وہ ہر مسلمان کے پاس موجود ہوگا"

اتنا کہہ کر چرواہے نے ملکہ کے سامنے وضو کیا اور قرآن شریف اٹھا کر لایا بوسہ دیا۔ جزدان کھولا اور یہ آیت دکھائی۔

"قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ"

ملکہ "ایک اور بات دیکھنے کے قابل ہے کہ یہ خدا خود نہیں کہہ رہا بلکہ پیغمبر کی زبان سے کہلوا تا ہے کہ تم کہو کہ میں تو تمہارے ہی جیسا ایک انسان ہوں میں تسلیم کرتی ہوں کہ خاک عرب سے اُٹھنے والا پیغمبر صادق تھا"

چرواہا :- مرحبا مرحبا کہو اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدُ الرَّسُولُ اللّٰہِ ۔
ملکہ نے با آواز بلند کلمہ پڑھا اور چرواہے نے گردن جھکا کر اس کی صداقت کا شکریہ ادا کیا ۔

(۷)

یقیناً تو اس قابل ہے کہ تیری بوٹیاں چیل اور کوؤں کو دی جائیں۔ کبھی آج تک ایسا اتفاق نہیں ہوا آخر تیرا فرض منصبی کیا تھا ؟ یہی نہ کہ تو قبرستان کی حفاظت کرے اور بلا اجازت شاہی کسی متنفس کو اندر داخل نہ ہونے دے ۔ ملکہ کے صندوق کا غائب ہونا ایک ایسا راز ہے جو ایک دو نہیں سینکڑوں آدمیوں کو پیوند زمین کر دے گا ۔ افسوس ہے کہ حکام کی تحقیقات اور پولیس کی کوششوں پر کہ ایک بھی کامیاب نہ ہو سکا اور یہ پتہ نہ چلا کہ لاش کا صندوق کدھر غارت ہوا ۔
چوکیدار :- حضور عالی ! میں بیشک مجرم ہوں اور جو سزا میرے واسطے تجویز کی جائے میرے جرم کے مقابلہ میں وہ کم ہے لیکن میں اتنا عرض کرنے کی جرأت کرتا ہوں کہ یہ واقعہ اسی روز پیش آیا جس روز ملکہ عالیہ دفن کی گئی ہیں ۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اس روز باد و طوفان کی یہ کثرت تھی کہ میں رات کے آخری حصہ میں کئی گھنٹہ تک اپنے مکان سے باہر نہ نکل سکا ۔ اس کے بعد سے میں ہر روز موجود رہتا ہوں اور رات کو تمام رات دروازہ کے پاس سوتا ہوں ۔
جیمس :- یہ سب ٹھیک ہے لیکن تو نے وہ جرم کیا ہے کہ قتل کافی سزا نہیں ہو سکتی کیوں لارڈ سنگھیم ۔
سنگھیم :- جہاں پناہ عقل دنگ ہے کہ یہ کیا ہوا اور کیونکر ہوا ۔ غلطی ہم ہی سے ہوئی بادشاہ فریڈی نینڈ کے زمانہ سے یہ انتظام چلا آتا تھا کہ خاندان شاہی کی قبر پر پولیس

روز ننگی تلواروں کا پہرہ رہتا تھا۔ لیکن ہوئی مشدنی کہ ملکہ آنجہانی کی قبر پر یہ انتظام ہو سکا۔

جیمس "مگر یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ لاش کا کوئی شخص کیا کرے گا۔

سنگھم "حضور معمہ ہے"

جیمس "یقیناً کسی نے توہین کی"

سنگھم "اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے"

جیمس "ملکہ آنجہانی کے عشاق دنیا کے ہر حصہ میں موجود تھے ممکن ہے کسی شریف نے ایسی حرکت کی ہو"

سنگھم "یہ بھی ممکن ہے"

جیمس "کیا غضب ہے کہ آپ لوگ ایسے ظالم شقی القلب دغا باز کا پتہ نہیں چلا سکتے"

سنگھم "جس وقت سے یہ خبر وحشت اثر کانوں میں پہنچی ہے ہم سب کے ہوش پریشان ہیں اور کوئی لمحہ ایسا نہیں گذرتا کہ ہم اطمینان سے بیٹھیں"

جیمس "مگر اس وقت تک کی کوشش کا کیا نتیجہ ہوا"

سنگھم "کچھ سراغ ملا تھا۔ مگر قابل یقین نہیں"

جیمس "کیا مجھ سے بھی تو بیان کرو"

سنگھم "صرف قدموں کے نشان سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی آبادی جہاں زیادہ تر چرواہے آباد ہیں کوئی شخص لیگیا ہے۔ صرف وادی کبیر تک پتہ چلتا ہے اس کے بعد نشان اس قدر ہلکے ہو گئے ہیں کہ آیندہ سراغ نہیں ملتا"

جیمس "جب وہاں تک کا پتہ چل گیا تو کیوں نہ ان سب لوگوں کو گرفتار کیا اور تحقیقات کی"

سنگھم "تحقیقات ہو رہی ہے۔ آج صبح کے بعد کا مجھکو علم نہیں۔ بسٹر وی شب و

روز اسی میں منہمک ہے وہ ضرور پتہ لگائے گا۔"

جیمس "ولی کو فوراً حاضر کرو کہ آج کی کوشش کا کیا نتیجہ ہوا۔"

ولی فوراً حاضر ہوا اس نے بادشاہ کو سلامی دی اور زمین چوم کر خاموش کھڑا ہو گیا۔

جیمس "کہو ولی نہایت افسوس کی جگہ ہے کہ اس وقت تک اس دغا باز کا پتہ نہ چل سکا۔"

ولی "حضور کے اقبال سے کوشش بیکار نہیں جا سکتی۔ مجرم گرفتار کر لیا گیا عاصم نام ایک چرواہا ہے۔ لیکن جرم کا اقبال نہیں کرتا۔"

جیمس "تمہارے پاس اس کے مجرم ہونے کا کافی ثبوت ہو تو اس کی گردن فوراً اڑا دو، اس کے بال بچے سب تہ تیغ کر دو اور اس کا گھر در سب گرا کر کھنڈر بنا دو۔"

ولی "حضور کے اقبال سے شبہ غلط نہیں ہو سکتا۔ متفقہ کہو جیوں کا فیصلہ یہی ہے۔ بچ میں چپ رگڑ کے واسطے پاؤں کا نشان مٹ گیا ہے اس کے بعد سراغ صاف ہے۔"

جیمس "اس کے بال بچے سب گرفتار کر دو اور قتل کرو۔"

ولی "صرف ایک پردہ نشین عورت ہے وہ بھی گرفتار ہے اور کوئی گھر میں نہیں۔"

جیمس "کچھ شک نہیں یہ مسلمان ہی کا کام ہے وہی کمبخت ہمارے نام کے دشمن ہیں۔ مالکہ کے ساتھ ان کو دلی عداوت تھی۔ فریڈی نینڈ کے نام سے وہ گھبراتے ہیں بیشک یہ اسی کمبخت کا کام ہے۔ تم نے ابتک کیوں ان دونوں کو زندہ رکھا جلسہ عام میں دونو کی گردن اڑاؤ۔"

(۸)

انگوٹھی کا راز میری سمجھ میں بھی اسوقت تک نہیں آیا یہ واقعہ ہے کہ انگوٹھی وہی ہے جو نسلاً بعد نسلاً ہمارے خاندان میں ہر دلہن کی طرف سے اس کے شوہر کو دی گئی

مجھے جہاں تک معلوم ہے الفیٹیا کو جیمس سے ہمیشہ نفرت رہی۔ اس نے اس کی درخواست کو کبھی وقعت نہ دی۔ یہ درست ہے کہ یہ کمبخت ہیجیا بنکر ہمیشہ اس کے پاس گھسا رہتا تھا۔ اس کی آنکھ میں چونکہ مروت تھی اس لئے وہ باول ناخواستہ اس سے گفتگو کر لیتی تھی لیکن یہ ستم کہ وہ اتنی بڑی وصیت کرتی اتنا بڑا کام کرتی اور ہمکو کانوں کان خبر نہ ہوتی غلط غلط قطعاً غلط یقیناً غلط۔"

ہیرس "میری رائے میں آپ کو محترما اس کی مخالفت کرنی چاہیئے۔ اور رعیت کے ذہن نشین کرا دینا چاہیئے کہ یہ تحریر جھوٹی اور انگوٹھی مسروقہ ہے۔"

فلورا "لیسن کی مخالفت کا نتیجہ کیا ہوا۔ یہی نہ کہ وہ قتل کر دیا گیا۔ میں اسی وقت تک اطمینان سے بیٹھی ہوں جب تک جیمس کی ہاں میں ہاں ملا رہی ہوں اگر جھوٹ موٹ بھی مخالفت کا نام زبان سے نکالوں تو فوراً جیمس قتل کر دے گا آخر لیسن کا واقعہ تمہاری آنکھ کے سامنے ہے۔"

فریڈرک "مگر مقدس ماما حق کے مقابلہ میں موت عین زندگی ہے۔"

فلورا "لیکن کوشش جبتک کامیابی کی امید نہ ہو کرنی یقیناً غلطی ہے یہ موت زندگی نہیں جان بوجھ کر موت کے منہ میں جانا ہے اور ارادتاً کنوئیں میں گرنا۔"

ہیرس "میں مقدس ملکہ آج زبان سے نکالتا ہوں کہ اندر ہی اندر اس کوشش میں سرگرم ہوں اور فوج کا بڑا حصہ میرے ساتھ ہے خود لارڈ لسنی جس کے ہاتھ میں اس وقت تمام ملک ہے میرا ہمنوا ہے۔ بارہا اس سے گفتگو ہوئی وہ اس خیال سے متفق ہے کہ جیمس زبردستی بادشاہ بن بیٹھا۔ انگوٹھی اس نے کسی سے نکلوائی اور یہ دستاویز فرضی تیار کی۔"

فلورا۔ "جب خود لسنی کی یہ رائے ہے تو اس سے بہتر موقعہ کیا ہو سکتا ہے جیمس کی حماقت برائے نام ہی حکومت درحقیقت لسنی کی ہے کیونکہ تمام فوج اس کی

مٹھی میں ہے مجھے تو امید نہیں کہ رسنی تمہارے ساتھ ہو۔"

ہیرس "۔ فوج اور رسنی سب آپ کے نمکخوار قدیم ہیں اور اس وقت مجبور جمیس کے ساتھ ہیں اگر آپ ہمت کر کے کھڑی ہوں تو دیکھیے فوج کس کا ساتھ دیتی ہے۔"

فلورا ۔" اگر یہ صحیح ہے تو تم رسنی کو میرے سامنے لاؤ۔"

ہیرس "۔ نہایت خوشی سے۔"

فریڈرک ۔" آپ پاپا کی موت کا خیال نہ کیجیے۔ انہوں نے حق کی حمایت ضرور کی مگر عقل کی ضرورت تھی کہ پہلے فوج میں جوش پھیلا دیا جاتا، رعیت کو اپنے موافق کرتے اس کے بعد جمیس کی مخالفت شروع ہوتی تو بال بھی بیکا نہ ہوتا۔"

ہیرس ۔" بیشک۔ میں رسنی کو لاتا ہوں۔"

۹

تیری موت میں دو چار لمحہ اور باقی ہیں تو نے اپنے ساتھ پردہ نشین عورت کو بھی قتل کروایا۔ تو مسلمان ہے اور تم لوگ چاروں طرف دھوکے دیکر یہ کہتے پھرتے ہو کہ سچ ہو اور جھوٹ تمہارے پاس مطلق نہیں۔ مگر او نمکحرام بے ایمان تجھ سے زیادہ دغاباز کون ہو سکتا ہے کہ تو نے لاش کی بیحرمتی کی اور وہ کام کیا جو بدتر سے بدتر مذہب کا آدمی بھی نہیں کر سکتا۔ تجھ سے زیادہ مکری اور دغاباز یہ تیری بیوی ہے جو گونگی بنی بیٹھی ہے۔ اور باوجود اس قدر سخت کوشش کے بھی کسی بات کا جواب نہیں دیتی

یہ باتیں نہایت تند و درشت لہجہ میں جمیس نے عاصم سے کیں جو اسوقت پابزنجیر اسکے سامنے تھا۔

عاصم ۔" تیرا یہ تاج شاہی جو تو نے بے ایمانی سے حاصل کیا میرے قدموں پر قربان ہے۔ الحمد للہ میں مسلمان ہوں اور یہ سچ ہے کہ مسلمان کبھی جھوٹ نہیں بولتے تیرا کہنا

پتلا اور مکر کی پوٹ اور فریب کی مجسم تصویر ہے۔ ہم صداقت کے مقابلہ میں تیرا تاج کیا روئے زمین کی سلطنت کو ہیچ سمجھتے ہیں۔ یہ پاکدامن عورت میری بیوی نہیں میری محسنہ ہے اور یہ تجھ جیسے دغاباز کو اس قابل نہیں سمجھتی کہ بات کرے۔ میں موت سے ہرگز نہیں ڈرتا اگر تیری رائے میں مجرم ہوں تو قتل کا حکم دے۔ یہ موت جو حق کے راستہ میں میسر ہوگی میرے واسطے زندگی سے بہتر ہے"

جیمس "بدبخت ناشاد مکار فریبی اپنی چرب زبانی ختم کر تیری موت اس طرح نہ ہوگی کہ جلاد ایک وار میں تیرا کام تمام کر دے۔ تیرے جسم کی ایک ایک بوٹی چیل کوؤں کو دی جائے گی۔ کہ تو بھی دیکھے تجھ فریبی کا گوشت جانور کس طرح کھاتے ہیں۔ تم لوگ غضب کے بے ایمان ہو کہ اب بھی تو ہم سب پر صداقت کا سکہ بٹھانا چاہتا ہے۔ اگر تو ملکہ کی لاش کا پتہ دے سکے تو ہم کم سے کم اتنا کر سکیں گے کہ اس کی ہڈیاں اطمینان سے دفن کر دیں۔ ہیں اس کے معاوضہ میں تیرے ساتھ کچھ رعایت کرونگا۔ ورنہ یاد رکھ کہ کتے کی موت مارونگا اور تیری اس بیوی کو جس کی جان تو یہ کہہ کر بچانا چاہتا ہے کہ بیوی نہیں تیری آنکھوں کے سامنے ایسی سخت ایذائیں دونگا کہ تیرے ہوش جاتے رہینگے"

عاصم۔ میں ابھی کہہ چکا ہوں کہ مسلمان جھوٹ نہیں بولتے۔ میری زبان سے جو کچھ نکلا وہ حرف بحرف صحیح ہے۔ اگر اس بیگناہ عورت کو میری بدولت اذیت پہنچی تو یاد رکھ اس کا ذمہ دار تو ہوگا۔ تو نے مجھکو مجرم سمجھا گو تیری سمجھ غلط ہے لیکن جو کچھ کرنا ہے میرے ساتھ کر یہ غریب۔ آس نہ پاس ایک مسلمان عورت میری مہمان ہے اور میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ یہ میری بیوی نہیں تیرے راج میں مصیبت میں پھنسی ہے آج تین روز سے مظلوم حراست اور قید کی تکلیفیں بھگت رہی ہے تو اس کو رہا کر میں اسے بیگناہ کہتا ہوں اور مجھکو قتل کر بوٹیاں کاٹ مار پیٹ جو چاہے سو

کہ اس لئے کہ تو مجرم سمجھتا ہے۔"

جیمس "ایسی ہٹ دھرمی چوری اور سینہ زوری تم لوگوں کا خاص شیوہ ہے۔ اگر تم ایسے بدمعاش نہ ہوتے تو سلطنت رکھ کر اتنے ذلیل و رسوا کیوں ہوتے۔ دغا تمہاری صورت سے، مکر تمہاری حالت سے، فریب تمہارے افعال سے روشن ظاہر صاف اور عیاں۔ بے غیرت انسان بے حیا مجرم بدمعاش انسان، ناہنجار مسلمان گریبان میں منہ ڈال میرے انعام کو دیکھ کہ تجھ جیسے سنگین مجرم کو اپنے رحم و کرم سے رعایت کرنے کے واسطے تیار ہوں لیکن تو ابھی تک بے ایمانی پر کمر بستہ اور بدمعاشی پر تیار ہے۔ اگر تیری بیوی نہیں تو کیا تیری ماں ہے تم دنیا بھر کے بدمعاش ایسے مہماں نواز کہ ایک عورت گھر میں موجود ہے اور صرف مہمان ہے یہ آخری موقعہ ہے اور پھر ایک دفعہ تیری وجہ سے نہیں بلکہ الفنسا کی وجہ سے کہتا ہوں کہ اس کی ہڈیاں اگر موجود ہوں تو دیدے، دفن کر دی ہوں تو بتا دے میں وعدہ کرتا ہوں اور اس بھرے مجمع میں کہ تیرے ساتھ سزائے جرم میں خاص مراعات کرونگا۔ ورنہ عنقریب تیری اور تجھ سے پہلے اس عورت کی موت کا حکم دیتا ہوں۔ کمبخت تو کیوں گوارا کرتا ہے کہ ایک عورت تیری سنگدلی کا خمیازہ بھگتے اور اس کی تکا بوٹی ہو۔"

عاصم "جس طرح تو میرے فعل کا ذمہ وار نہیں اسی طرح تیرے فعل کا میں ذمہ وار نہیں۔ تو اس وقت یہ طاقت رکھتا ہے کہ بیگناہوں کے ساتھ زیادتی کر سکے لیکن تو یہ دیکھ لے کہ سلطنت اندلس جس نے مسلمان جیسے جلیل القدر تاجداروں سے دغا کی تجھ سے وفا نہ کرے گی۔ کون کہہ سکتا ہے کہ تیرا انجام کیا ہوگا مگر یہ میں کہہ دیتا ہوں کہ انسان کی ہر حالت تغیر پذیر ہے۔ تو ہمیشہ بادشاہ نہ رہیگا۔ اور جس سلطنت پر آج راج کر رہا ہے یہ سدا تیرا ساتھ دینے والی نہیں اس کے وجود پر اتنا گھمنڈ نہ کر کہ عقل کو بالکل ہی کھو دے۔ تیری رائے میں میں مجرم ہوں تو بہتر اپنا حکم چلا

گو میں تجھ سے کہہ رہا ہوں کہ میں بیگناہ ہوں۔ لیکن اسپر مصر نہیں، ہاں اس پر اصرار ہے اور ضرور ہے کہ اس عورت کے رونگٹے کو بھی اگر تکلیف پہنچی تو دنیا اور دین دونو تجھپر لعنت برسائیں گے"

جیمس "اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ میں پہلے اس عورت کو تیری آنکھوں کے سامنے اذیت سے قتل کردوں اور جب تیری آنکھیں اپنے اعمال کی سزا اچھی طرح بھگت لیں اس کے بعد تیرے قتل کا حکم دوں۔ کیوں سنگھم تمہاری کیا رائے ہے؟"

سنگھم "جہاں پناہ کا فیصلہ نہایت درست اور بجا۔ لیکن جو حکم آج اس کو دیئے گئے ہیں انپر اس کو اگر غور کرنیکی مہلت ملے تو عین ترحم ہے۔ میرے خیال میں یہ زیادہ بہتر ہوگا کہ حضور ان دونوں کو ایک شبانہ روز کی مہلت عنایت فرمائیں۔ تاکہ یہ اپنی حالت پر اچھی طرح غور کرلیں"

جیمس "اچھا منظور"

(۱۰)

محترمہ ماما معاملہ ایسا نازک ہے کہ میں زبان سے کوئی حرف نہیں نکال سکتا۔ بادشاہ جیمس کا نمک پروردہ ہوں انکی اطاعت میرا فرض ہے۔ کون ایسا نمکحرام ہوگا جو اپنے بادشاہ کی مخالفت پر کمربستہ ہو۔ اسپر بادشاہ کے الطاف وکرم جو میرے حال پر ہیں وہ بھی ظاہر ہیں۔ اور ایک مجھپر ہی کیا تمام رعیت ان کے عدل وکرم کا کلمہ پڑھ رہی ہے۔ آپ کی گفتگو کا مطلب مطلق نہ سمجھا۔ لیکن اتنا ضرور عرض کرتا ہوں کہ ملکہ آنجہانی کا نمک ہماری رگوں میں پیوست ہے۔ آپ کی حکم عدولی نمکحرامی ہے خاندان شاہی کے اختلاف میں ہم غریب اہلکار دخل دینے کا حق نہیں رکھتے

فوج ملکہ آنجہانی کے نام پر قربان ہونا اپنا فخر سمجھتی ہے آپ اپنے حقوق کا دعویٰ کیجئے۔ اوّل تو مجھکو بادشاہ ہی سے اُمید ہے کہ وہ آپ کے دعاوی پر توجہ فرمائینگے۔ اس کے بعد اگر فوج کی اعانت ضروری ہوئی تو وہ بھی آپ کی صدا کی تائید کرے گی۔ اور بادشاہ کو آپ کے حقوق کی طرف متوجہ کرنا اس کا فرض ہوگا۔"

ہیرس "ہاں ہاں میں سمجھ گیا۔ مجھے تمہارے خلوص اور محبت سے جو توقع تھی وہ پوری ہوئی اور میں تمہارا شکرگزار ہوں کہ تم نے ہمکو کامیابی کی اُمید دلائی۔"

فریڈرک "شاباش شاباش درحقیقت نمکحلال رعایا کا یہی کام ہے کہ ملکہ آنجہانی کے بعد بھی کہ انکی ہڈیاں گلکر خاک ہوگئیں انکا اسی طرح دم بھریں۔ ان مبارک توقعات کا جو آپکی گفتگو نے ہماری امیدوں میں پیدا کیں دلی شکریہ قبول کیجیے۔"

ملکہ کی ما۔ "لیکن میرے عزیز بچہ! میں اس گفتگو کا مطلب مطلق نہ سمجھ سکی وقت اتنا نازک اور معاملہ اتنا ٹیڑھا ہے کہ میں اپنی جان محض توقعات کے بھروسہ پر خطرہ میں نہیں ڈال سکتی۔ جب تک مسٹر لسنی پوری طرح یقین نہ دلائیں کہ فوج جیمس کا ساتھ نہ دے گی۔ اور اگر اس نے ہمارے قتل کا حکم دیا تو ہمارے ساتھ ہوگی میں ہرگز کسی قسم کی مخالفت کے واسطے تیار نہیں۔"

لسنی "نہیں نہیں میں نمکحرام نہیں ہوں۔"

فریڈرک "بیشک بیشک۔ محترم ماما ذرا عقل سے کام لیجئے جو کچھ لسنی نے کہدیا اس کا مطلب صاف اور ظاہر ہے۔ یہ اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہہ سکتے آپتو بچوں کی سی باتیں کر رہی ہیں۔"

ملکہ کی ما "بچہ کہو یا بڈھا مگر میرا دل دکھیا رہے میرا جگر زخمی ہے میرا بیگناہ لبین اسی سفاک جیمس کے ہاتھوں پیوند زمین ہوگیا انفیٹیا مجھ سے ہمیشہ کو چھوٹ گئی اب مجھے اپنی جان کی زیادہ پروا نہیں۔ اگر اس ناداننستگی سے کوئی مصیبت نہ پڑے

نازل ہوئی تو میری زندگی ہی فضول ہے۔ مسیح کا واسطہ لسنی تم صاف کہو کہ تم اور تمہاری فوج ہمارا ساتھ دوگی یا جمیس کا۔"

ہیریس "مقدس ماما آپ کیا غضب کر رہی ہیں بہرحال اِن کو اپنی ذمہ داری کا ہر وقت لحاظ کرنا ہے۔ یہ کس طرح آپ سے چھپی ہوئی مخالفت کا وعدہ کر کے اپنی جان خطرہ میں ڈال سکتے ہیں آپ کو معلوم ہے کہ درودیوار بھی کان رکھتے ہیں۔ ہم اس وقت تین آدمی ہیں۔ کیا خبر ہم ہی اس خبر کو جمیس تک پہونچا دیں اور کہہ دیں کہ لسنی آپ کے برخلاف ایک زبردست سازش کر رہا ہے۔ انکو جو کچھ کہنا تھا کہدیا اور آپ خاطر جمع رکھیے کہ فوج آپ کے ساتھ ہے انہوں نے جس شرافت کا اس وقت ثبوت دیا ہے اسپر تمام وطن مدة العمر ناز کریگا۔ آپ کی خاطر اپنی جان خطرہ میں ڈالنے کو موجود ہیں۔"

ما "مگر یہ خاموش کیوں ہیں زبان سے کیوں نہیں کہتے۔ تم سب کچھ کہہ رہے ہو اور یہ خاموش ہیں۔"

فریڈرک "یہ خموشی خموشی نہیں رضامندی ہے۔"

ہیریس "ماما آپ کی عقل کو کیا ہو گیا۔"

ما "کیوں لسنی یہ صحیح کہہ رہے ہیں۔"

لسنی "میں نہیں کہہ سکتا کہ صحیح کہتے ہیں یا غلط۔ مجھے جو کچھ کہنا تھا وہ کہدیا۔"

(۱۱)

میں کس منہ سے تمہارا شکریہ ادا کروں کاش میں اس قابل ہوتی تو تمہارے قدم اپنی آنکھوں پر رکھتی تم نے مجھکو دوبارہ جان عطا کی میری وجہ سے اس مصیبت میں گرفتار ہوئے اور اب یہ جفاکار ایسی زبردست مصیبتیں سر پر توڑ رہا ہے میں اگر واقعہ کا اظہار کر دیتی ہوں تو مجھے اچھی طرح یقین ہے کہ مجھکو زندہ نہ چھوڑے گا میں اس کے عادات و

اطوار سے اچھی طرح واقف ہوں۔ اس سے زیادہ مکار اس سے بڑھکر فریبی اس سرزمین پر کیا پردہ دنیا پر بھی کوئی مشکل سے نکلے گا ظالم نے میرے بیگناہ باپ کو قتل کیا فریڈرک اور ہیرس پر مصیبت ڈہائی۔ ماما کو نظر بند کیا۔ اس کو اگر میرا پتہ چل جائے تو کچا کھا جائے۔ جس زمانہ میں محبت کا مدعی تھا اُس وقت بھی اس کے تیور صاف کہہ رہے تھے کہ میرا نہیں حکومت کا طلبگار ہے۔ غضب خدا کا انگوٹھی ہمیشہ میرے صندوقچہ میں رہی دستاویز کی خبر میرے فرشتوں کو بھی نہیں۔ اب تم سے یہ سب حال معلوم ہوا ہے۔"

عاصم "مہ جبین ملکہ آپ شہزادی ہیں میں ایک معمولی چرواہا بھلا میرے مقدر ایسے کہاں کہ آپ میری ناچیز خدمات کو قبول فرمائیں۔ یہ محض آپ کا کرم اور ذرہ نوازی و بندہ پروری ہے۔ مجھ سے غلطی ہوئی کہ میں نے قدموں کے نشان نہ مٹائے اور اس غلطی کی وجہ سے آپ پر یہ مصیبت آئی۔ اب آپ ایک کام کیجئے اس وقت رات کا سنسان وقت ہے قیدخانہ کی دیواریں تک خاموش ہیں اور کسی طرف سے سانس کی آواز تک نہیں۔ میں کمند ڈالکر آپ کو باہر پہنچا دیتا ہوں جس طرف منہ اُٹھے نکل جایئے۔"

ملکہ "نہیں نہیں ہرگز نہیں میں ایسی محسن کش ہوں کہ تمکو اس موقعہ پر چھوڑکر یہاں سے چلی جاؤں مجھے اب صرف یہ خیال خوش کر رہا ہے کہ میں تمہاری موت نہ دیکھوں گی اور پہلے میں ہی قتل کی جاؤنگی۔"

عاصم اس وقت بیتابانہ ملکہ کے قدموں پر گر پڑا۔ اور کہا غضب ہے ملکہ ستم ہے یہ چاند سا مکھڑا میرے سامنے خاک و خون میں ملایا جائے۔ اور میں زندہ رہوں جس خیال سے میرے بدن کے رونگٹے تک کھڑے ہوتے ہیں آپ اس سے خوش ہیں۔ میں التجا کرتا ہوں اے ملکہ رحم کرو اور یہاں سے باہر نکل جاؤ۔"

ملکہ "یہ التجا نہیں زخم ہے اسپر اور میرے زخم پر چھوتے ہیں میں کس ط

اس کو انجام دیکتی ہوں "

ملکہ نہیں نہیں کرتی رہی اور عاصم نے ایک رسّی جو وہاں پڑی تھی ایک ورسے باندھکر
اوپر پھینکی اور صرف اس لئے کہ رستہ ہیں کھل نہ جائے پہلے خود آہستہ آہستہ
اوپر چڑہا اور پھر اس کو اچھی طرح مضبوط کر کے ملکہ کو لیکر اوپر چڑھ گیا۔ ہرچند ملکہ انکار
کرتی رہی مگر اس نے نہ سنا اور اوپر پہونچکر الفبٹ کو نیچے اتار دیا۔ اور منت سے
کہا اب آپ جدہر منہ اٹھے اُدہر چلی جائیے۔

رات سر پر تھی۔ اندہیرا ہر سمت چھا رہا تھا ملکہ حیران تھی اور عاصم کے اصرار
سے مجبور۔ کھڑی دیکھتی رہی اور عاصم خدا حافظ کہکر کمند پر چڑہا اور قید خانہ میں
داخل ہو گیا:

—————(۱۲)—————

تم دونوں مجھکو پریشان کر رہے ہو میں اس کوشش ہیں اس خیال میں اس
خبط میں بچپن کے سوا کچھ نہیں پاتی۔ اپنی غلطی سے باز آؤ اور اس منصوبہ کو ترک کرو
اسمیں بربادی کے سوا کچھ نہیں دیکھو بیتن کا کیا حشر تمہارے روبرو ہے۔ اب اطمینان
سے بیٹھے ہو جسمیں اگر حکومت کر رہا ہے تو کرنے دو۔ تمہاری تقدیر میں نہ تھی صبر
کرو اور جب تک کامیابی کا پورا یقین نہ ہو جائے ہرگز اس آگ میں ہاتھ نہ ڈالو۔

فریڈرک۔ میری مقدس ما آپ اس طرح بزدل نہ بنیں۔ دنیا کا کوئی مرحلہ
بغیر جان لڑائے حل نہیں ہو سکتا اگر اس طرح جان کا خوف دنیا پر طاری ہو جائے
تو پھر کوئی کام ہی انجام نہ پائے۔ کیا میدان جنگ میں ہزاروں لاکھوں انسان
اپنی جانیں گنوا کر صداقت کا بول بالا نہیں کرتے۔ پاپا کی موت آپ کی نگاہ میں موت
ہی گو ہماری نگاہ میں اس زندگی سے بدرجہا بہتر ہے آپ ستم کرتی ہیں کہ ایک ایسے

جفا کار کی بے ایمانی کو جائز سمجھتی ہیں۔ اور اگر مقابلہ کے لئے کوئی تیار ہو تو بجائے حوصلہ افزائی کے اس کی ہمت پست کرتی ہیں۔ اس سے زیادہ خوشگوار موقعہ اور کیا ہوگا۔ کہ فوج اور سپہ سالار فوج سب ہمارے ساتھ ہیں۔ کل تمام ارا کین فوج میرے سامنے تلوار پر ہاتھ رکھکر قسم کھا چکے ہیں کہ جب تک انکے دم میں دم ہے وہ ہمارے ساتھ ہیں۔

ما۔ فریڈرک مجھے تمہارے بچپن سے ڈر لگ رہا ہے

ہیرس۔ اما ذرا صبر سے کام لیجئے اور آپ خاموش بیٹھ کر نتیجہ کا انتظار کیجئے لیجئے سیلوس آگیا۔

کیوں سیلوس کیا کہتے ہو۔

سیلوس۔ اوہ! کہنا کیا ہے شہزادے آپ خاطر جمع رکھئے میں اکیلا اس ناہنجار کے مقابلہ کو کافی ہوں یہ دیکھئے میری تلوار کو تو زنگ لگا ہوا ہے۔ لیکن اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ رُک رُک کر جمبس کی گردن کٹیگی تاکہ اس کو اپنی مکاری کی پوری سزا ملجائے۔"

ہیرس۔ شاباش ہمکو آپ صاحبوں سے یہی امید ہے جب ایسے ایسے جانباز ہماری مدد کو موجود ہوں تو کامیابی یقینی ہے۔"

سیلوس۔ کامیابی! شہزادہ آپ میدان جنگ میں سیر دیکھئے گا کہ کیا کرتا ہوں میرا چھوٹا سا قد اور یہ پنجے ہاتھ پاؤں خود ہی ہتھیار کا کام دیتے ہیں مجھے گرز اور سپر کسی چیز کی ضرورت نہیں۔"

ملکہ کی ماں۔ سیلوس تم ہمیشہ سنجیدگی میں بھی مذاق سے کام لیتے ہو میں نے ہر دفعہ یہی دیکھا کہ تم زبان کے شیر ہو لیکن موقعہ پر دم دبا کر بھاگ گئے ہو۔"

سیلوس۔ واہ ملکہ عالم میں اور بھاگنا تو بہ تو بہ ذرا عرض کروں اسٹ خضر یہ

لیکن میرے سامنے قتل ہوئے اور میں آپ کی طرف دیکھتا رہا کہ آپ اشارہ کردیں تو حضور ہی کی لاش جیمس کے منہ پر ایسی اٹھا کر مارتا کہ اس کا منہ پھٹ جاتا۔ کیونکہ میرے پاس اس وقت ہتھیار تو تھا ہی نہیں اور سچ تو یہ ہے کہ میں ہتھیار کا محتاج ہوں بھی نہیں۔"

فریڈرک۔ "واہ واہ ہمکو ایسے ہی جانبازوں کی ضرورت ہے۔"

سیلوس "حضور میدان میں سیر دیکھئے گا غضب خدا کا یہ نالائق بادشاہ بنے اور خاندان شاہی اس کا دست نگر ہو۔ ملکہ عالم یقین کیجئے جس روز سے ملکہ آنجہانی جدا ہوئیں اور یہ بے ایمان تخت پر بیٹھا مجھسے تو قسم لے لیجئے جو رات کو سویا ہوں"

ما۔ "یہ کیا لغو گفتگو ہے تم بغیر سوئے زندہ رہتے ہو۔"

سیلوس۔ "حضور عالیہ دن کو سوتا ہوں۔"

ما۔ میں تمہاری اس گفتگو پر ہنستی بھی ہوں اور روتی بھی تعجب ان دونوں پر ہے کہ بھروسہ کر رہے ہیں۔"

سیلوس "حضور کیا فرما رہی ہیں میں تو اشارہ کا محتاج ہوں حکم دیجئے تو ابھی جاکر جیمس کا سر اتار لاؤں۔"

فریڈرک "نہیں نہیں ہمارے محسن ہمکو یہ گوارا نہیں کہ تمکو اس طرح مصیبت میں پھنسوا دیں مرگ انبوہ جشنے دارد سب کا ایک ہی حشر ہوگا۔

سیلوس "غریب پرور اور کیا عرض کروں ذرا ان ہاتھوں کو تو ملاحظہ فرمائیے یہ گوشت نہیں لوہا ہے۔ آپ کے اقبال سے اتنی طاقت رکھتا ہوں کہ دھکا دوں تو دیوار گر پڑے۔"

ہیرس۔ "اب تم یہ بتاؤ کہ کیا کیا جائے۔ لڑائی کی ابتدا کیونکر ہو۔ لسنی اور [illegible]ی فوج ہماری مدد کو تیار ہے۔"

سیلوس :۔ اجی حضور عالی یہ پسنی اور اسکی فوج سب رکھی رہجائیگی کام میں ہی آؤنگا"
فریڈرک :۔ نہیں ایسی بات زبان سے نہ نکالو تم جیسا عین کام آگیا تو پھر اس کوشش کا مزہ کیا رہا"
سیلوس :۔ اجی حضور کام تو آئیگا پسنی اور اسکی فوج میں تو کام دوں گا اور ایسا کام کہ چٹکی بجاتے میں فسیح کس بیچے کھڑے ہو جائیے"
ایک زنگ لگی ہوئی تلوار سیلوس نے کندھے پر رکھی اور ادھر اودھر دیکھہ کر ایک رسی کا ٹکڑا اٹھاکر کہا سرکار عالیہ یہ بھی ساتھ رکھتا ہوں ورنہ جمیس کو باندھوں گا کس چیز ہیں۔
ہیرس :۔ سیلوس ذرا تامل کرو ایسی جلدی پشیمان کرتی ہے۔ ہماری رائے یہ ہے کہ پہلے پیام بھیجو"
سیلوس ۔ تو حضور پیام لے کر میں جاؤنگا۔ جان رہے یا جائے"
فریڈرک :۔ ہاں یہ بہتر ہے"
سیلوس :۔ بہتر کیا جناب یا اس کو تخت سے اتار کر آؤنگا یا سر تن سے اتار کر لاؤں گا"

اتنا کہہ کر سیلوس نے اپنی زنگ آلودہ تلوار میان سے نکال لی اور کہا۔ ہائے ہائے یہ تلوار حضور تڑپ رہا ہوں بس اب یہ میان میں اس کا سر ہی کاٹ کر جائے گی۔ لیجئے اب جانے دیجئے۔ دیکھئے کلیجہ بلیوں اچھل رہا ہے۔ یہ مردود ہمارے حضور کو قتل کرتا ہے۔ سرکار عالیہ آپ کیا فرما رہی ہیں۔ میں وہی خادم ہوں ملکہ آنجہانی تو ہر وقت مجھے اپنی آنکھوں کے سامنے رکھتی تھیں۔ آخر ان کے نمک کا حق مجھ پر نہ آیا ہیں کیا عرض کروں اُن کے بعد آجتک پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔
ملکہ کی ماں :۔ اوہ۔ سیلوس تم اپنے ایک فقرہ سے تمام توقعات خاک [illegible]

یہ کیسے ممکن ہی کہ کوئی شخص بغیر کھائے زندہ رہے۔ کیا تمکو الفیٹیا کی موت کا صدمہ مجھ سے بھی زیادہ ہے۔

سیلوس ماجی حضور عالیہ آپ سنیئے ہی اور سمجھئے ہی میں نے تو جس روز یہ مکار تخت نشین ہوا اسی روز خدا کے روبرو وعدہ کرلیا کہ جب تک اس کو قتل نہ کروں گا پیٹ بھر کر روٹی نہ کھاؤنگا۔ اب اس کا فیصلہ اس طرح ہوسکتا ہی کہ جب میں کھانا کھالوں اس کے بعد حضور مجھکو کھلا کر دیکھ لیجئے کہ اور کہا سکتا ہوں یا نہیں سرکار عالیہ میں نمک حرام نہیں ہوں۔ ہائے محسنہ۔ ہائے میری ملکہ ہائے میری مالکہ۔

سیلوس نے یہ کہکر ایسی چیخیں ماریں کہ سب دنگ رہگئے وہ یہ آوازیں نکالتے نکالتے ہائے ہائے کے نعرے لگاتا ہوا دھڑسے ملکہ کی ماں کی گود میں گر پڑا۔ بڑھیا پہلے ہی مرری تھی پانچ من کی لاش نے گرکر اور بھی مرے کو مارے شاہ مدار غریب کا پلیتھن نکالدیا۔ مگر کرہی کیا سکتی تھی +

سیلوس کی ہشیاری میں سب مصروف تھے کوئی پانی کے چھینٹے دے رہا تھا کوئی خوشبو سنگھا رہا تھا۔ کہ سیلوس نے آنکھ کھولی اور ہائے ہائے کہتا اٹھکر بیٹھا اور دونو ہاتھ بڑھیا کے گلے میں ڈالکر کہنے لگا میری محسنہ کی ماں میری آقا کی یادگار میری مالک کی مالک۔

سیلوس نے ہاتھ ڈالکر غریب بڑھیا کو اس زور سے بھینچا کہ پریشان ہوگئی خدا خدا کرکے ہاتھ چھٹائے اور الگ کھڑی ہوئی۔

ہیرس۔ اچھا مسٹر سیلوس لیجئے تشریف لے جائیے اور جیمس سے سردست صرف اتنا کہئے کہ خاندان شاہی کے ساتھ جو تعلقات تمنے رکھے ہیں وہ بہتر نہیں مہربانی کرکے اب تخت شاہی سے دست بردار ہو اور سلطنت فریڈرک کے حوالے کردو۔ اگر تم اپنی [illegible] سے باز نہ آوگے تو ہزارہا بندگان خدا کا خون تمہاری گردن پر ہوگا +

سیلوس "دیکھئے تو سہی یہ ایک بات کام کی کہی ہے بس اب میں چلا۔ گھر میں کچھ کھالوں اور وہاں سے سیدھا جیمس کے پاس۔"

فریڈرک "کھانا یہیں کھالو۔"

سیلوس "(سرکھجا کر) جی .... آپ کیوں تکلیف ...... کریں .... مگر میں تو نمکخوار قدیم ہوں مجھے کیا عذر ہو سکتا ہے ...."

ملکہ کی ما فریڈرک ہیرس اور سیلوس کھانے پر بیٹھے فریڈرک نے کہا۔

"سیلوس صاحب آپ نے شادی کیوں نہیں کی۔"

سیلوس "کیا عرض کروں کورٹ شپ تو آٹھ دس سے ہوا مگر شادی ایک سے نہیں ہوئی۔ شادی کی خواہشمند تو ہر لڑکی ہے۔ مگر جب تک اطمینان نہ ہو میں کسطرح رضامند ہو جاؤں۔"

ہیرس "ایلنا سے تعلقات کیوں منقطع ہوئے۔"

"وہ نہایت بد دماغ عورت ہے۔ ہمیشہ مجھکو جیک کہا۔ اور جیک ہی اس کے کُتّے کا نام ہے۔"

سیلوس "بڑی نالایق عورت ہے آپ نے خوب کیا اس سے قطع تعلق کیا۔"

ہیرس فریڈرک ملکہ تینوں کھا چکے مگر سیلوس بدستور مصروف رہے اور کہنے لگے گوشت نہایت لذیذ ہے غالباً اور موجود ہوگا۔

ملکہ کی ما "مگر آپ تو ابھی فرماتے تھے کہ بھوکا رہتا ہوں۔"

سیلوس "آپ کو کیا معلوم کہ پیٹ بھر ایا نہیں آدھا پیٹ کھاؤں گا لیکن ابھی تو چوتھائی بھی نہیں کھایا۔"

ما "مگر اتنا کھانا تو شاید موجود نہ ہوگا۔"

سیلوس" موجود ہو تو منگوا دیجئے۔ ورنہ مجھے تو بھوکا رہنے کی عادت ہی ہے"
کھانا کھا پی کر مگر یہ کہتے ہوئے کہ بھوکا رہا سیلوس توند پر ہاتھ پھیرتے اونگتے
ہوئے چلے۔

(۱۳)

اگر تو مفصل کیفیت نہیں بیان کرتا اور اس عورت کے فرار کا واقعہ نہیں بتاتا تو
تو میں عنقریب حکم دیتا ہوں کہ تیرے دونوں ہاتھ قطع کر دئے جائیں۔
اس کے بعد جمیس نے وزرا کی طرف دیکھا اور کہا۔
"اس سے زیادہ تعجب انگیز واقعہ اور کیا ہوگا۔ کہ ایک عورت تم لوگوں کی حراست
سے نکل کر بھاگ جائے اور آج تین روز سے تم لوگ ڈھونڈھ رہے ہو اور پتہ نہ لگے پہلا
قیامت خیز واقعہ وہ تھا کہ شہزادی کی لاش قبر سے غائب ہوئی دوسری مصیبت یہ کہ عورت
قیدخانہ سے نکل بھاگی ہیں اس مجرم ہی کی سزا پر بس نکرونگا بلکہ جس قدر محافظ ہیں سب
کی گردن اڑاؤنگا۔
ایک وزیر "جہاں پناہ درست بجا اس سے تعجب خیز واقعہ اور زیادہ کیا ہوگا"
جمیس "یہ کہدینا کافی نہیں آپ لوگ خاموش نہ بیٹھئے۔ عورت جادو نہیں
چھلاوہ نہیں آخر کہاں غارت ہوئی۔
جمیس غصہ میں دانت پیس رہا تھا اٹھا اور ایک ٹمکا اس زور سے عاصم کے
منہ پر مارا کہ غریب کا سر چکرا گیا اور کہا۔
تو اپنے ساتھ اپنی جورو کی بھی مٹی پلید کرنی چاہتا ہے۔ کل تک وہ عورت
خاموش تھی چپ تھی گونگی تھی۔ آج تو خود بیچارا تمحرام گھنی سادھے ہوئے ہے۔
بس پچیس آدمیوں کا دستہ قیدی پر ٹوٹ پڑا اس کے ہاتھ پاؤں جکڑے

ہوئے تھے اور چاروں طرف سے مار پڑ رہی تھی۔ جب سب تھک گئے تو جمیس نے کہا "اگر یہ کسی طرح سے پتہ نہیں دیتا تو اب اس کے سوا کوئی صورت نہیں کہ چاہ اندلس میں لیجا کر ڈالدو۔ اور تین دن رات اس کو ایک قطرہ پانی کا نہ دو اور نہ کوئی کھانا پونچے اس کے بعد میرے سامنے لاؤ"۔

۱۴

سلطنت کے خاتمہ نے مسلمانوں کی قوت ہی نہیں انکی تمام حالتیں برباد کردی تھیں مگر ایک شجاعت جو انکی گھٹی میں پڑی تھی اب تک باقی تھی۔ لیکن ان کی کوئی باضابطہ فوج نہ تھی نہ باقاعدہ لشکر و دولت کے نہ ہونے سے انکی حالت اس قدر خوار ہو چکی تھی کہ فاقوں پر نوبتیں تھیں عیسائیوں نے اپنے تسلط کے بعد جو مظالم اس سرزمین پر توڑے ان کے خیال سے تکلیف ہوتی ہے۔ پناہ گزین چاروں طرف مارے مارے پھرتے تھے۔ اور کہیں قدم جمانے کا ٹھکانہ اور دم لینے کی جگہ نہ تھی۔ کوہ کریت کے دامن میں ایک گروہ آباد ہو کر اپنی زندگی کے دن پورے کر رہا تھا کہ ان کا سردار یوسف شکار کھیلتا ایک طرف جا نکلا اور دیکھا کہ ایک عورت تن تنہا پہاڑ کے دامن میں بیٹھی ہے۔ اور زار و قطار اس کی آنکھ سے آنسو جاری ہیں۔

مسلمان اپنے تمام جوہر ضائع کرنے کے بعد بھی جو دولت اپنے پاس رکھتے تھے وہ محض انکی شرافت تھی۔ یوسف یہ کیفیت دیکھکر اس عورت کے قریب گیا۔ اور مفصل کیفیت دریافت کرنی چاہی۔

یہ عورت ملکہ الفنٹیا تھی جس نے ایک آہ سرد بھر کر اپنی حالت دکھائی اور کیفیت سنائی اور کہا میں مسلمان ہوں اور مجھے اس وقت مسلمانوں کی اعانت کی ضرورت ہے۔

یوسف اس کو اپنے گھر لایا سب سے پہلے فرائض مہمان نوازی ادا کئے۔ اور اس کو یقین دلایا کہ تو ہماری بہن ہے اور ہم اپنی کلمہ گو بہن کی اعانت انسانیت کا فرض سمجھتے ہیں۔ آناً فاناً یہ خبر تمام دامن کوہ میں مشہور ہو گئی اور تین روز کے اندر اندر پانچ ہزار مسلمانوں کا لشکر مقابلہ کے واسطے تیار ہو گیا۔

(۱۵)

جیمس اپنے دربار میں خاموش بیٹھا تھا۔ افسردگی کے آثار اس کے چہرہ سے نمایاں تھے اور وہ ایک خاص خیال میں مستغرق معلوم ہوتا تھا۔ کہ سیلوس ہانپتا کانپتا دربار میں حاضر ہوا اور آتے ہی تلوار پھینک زمین میں گر پڑا۔

جیمس "کیوں سیلوس کیا ہے؟"

سیلوس "حضور بھوکا ہوں"

جیمس "اچھا کھانا لاؤ"

سیلوس "سرکار کچھ اور عرض کرنا ہے"

جیمس "کہو فوراً کہو"

سیلوس "حضور کیا کہوں"

جیمس "کہو آخر کچھ کہو تو"

سیلوس "غریب پرور میںڈ کی کو زکام ہوا"

جیمس "کیوں کیا مطلب ہے"

سیلوس "حضور وہ فریڈرک ہیرس اور ملکہ کی ماں"

جیمس "ہاں پھر"

سیلوس "حضور بھلا کیا کہوں"

جیمس "کہو کہو"
سیلوس "حضور وہ تین پودنے اور سرکار سے مقابلہ"
جیمس "اچھا"
سیلوس "حضور وہ تیار ہیں"
جیمس "کیسے معلوم ہوا؟"
سیلوس "میں تو اتفاق سے وہاں پہنچ گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ تینوں کے تینوں لڑائی کے واسطے تیار ہو رہے ہیں"
جیمس "کیسی لغو بات کہتے ہو مفصل کہو"
سیلوس "بھلا حضور کے سامنے غلط عرض کرونگا"
جیمس "مفصل کہو"
سیلوس "حضور تینوں تیار ہیں"
جیمس "اچھا تینوں"
سیلوس "حضور"
جیمس "بیوقوف کچھ مطلب بھی کھلیگا۔ تین آدمی فوج کا مقابلہ کریں گے"
سیلوس "سرکار انکی کوشش تو یہی ہے"
جیمس "یہ کوشش لغو ہے اس کی کوئی اصلیت نہیں۔ تین آدمی کیا کر سکتے ہیں"
سیلوس "حضور کر تو کچھ نہیں سکتے یہ تو میں بھی جانتا ہوں۔ لیکن خیال تو فرمائیے کیسا لغو خیال ہے"
جیمس "تو میں ان کی اس بغاوت کا کچھ علاج کروں"
سیلوس "ضرور حضور کو کرنا چاہیئے"
جیمس "بہت اچھا ابھی لو"

آج تین روز ہو گئے مگر اب تک تیری حالت درست نہیں ہوئی۔ یہ خموشی بھوک پیاس کی نہیں تیری شرارت اور شیطنت ہو کہ بات نہیں کرتا۔

عاصم "میں بات کرنے کے واسطے موجود ہوں آپ سوال کیجئے"

جیمس "وہ عورت کہاں ہے"

عاصم "مجھے علم نہیں"

جیمس "کیونکر بھاگی"

عاصم "کمند کے ذریعہ سے"

جیمس "کمند کہاں سے آئی"

عاصم "وہیں موجود تھی"

جیمس "وہاں کون لایا"

عاصم "اس کا مجھے علم نہیں"

جیمس "تجھ سے کہہ کر نہیں گئی کہ کدھر جاتی ہے"

عاصم "نہیں"

جیمس "اس کا مکان کہاں ہے"

عاصم "اس کا مجھے علم نہیں"

اب جیمس خاموش تھا۔ اس نے جلاد کی طرف دیکھا اور حکم دیا۔

"اس کی گردن اڑانے سے پہلے اس کا ایک ہاتھ کاٹ دو۔ اس کے بعد دوسرا اور تین روز کے بعد اس کی گردن اڑا دینا"

قصر ابو الحسن میں جیمس خاموش بیٹھا تھا کہ ہیرس تیغ برہنہ لیکر سر پر پہونچا اور کہا:۔

"تو نے اپنی دغا سے کام لیکر تخت حاصل کیا۔ اور ملکہ آنجہانی کے چھوٹے بھائی جائز وارث کو جو اب جونز کے نام سے ملقب ہے محروم کر حکومت کر رہا ہے۔ لیکن اس وقت سے تیری حکومت ختم اور تیری بادشاہی فنا ہوئی۔ انگوٹھی تو نے اپنی چالاکی سے دستاویز تو نے اپنے فریب سے سب کے سامنے پیش کی حالانکہ ملکہ آنجہانی جس کا تو شوہر بنتا ہے تیرے نام پر چوتی بھی نہ مارتی تھی۔

جیمس "خاموش خاموش او گستاخ تیرے سر پر موت کھیل رہی ہے میں تجھے ابھی کُتّے کی موت مارتا ہوں۔ کوئی ہے ادھر آؤ۔

چار مسلح جوان اس حکم کے پاتے ہی اندر داخل ہوئے۔ اور جیمس نے ان کو حکم دیا کہ فوراً ہیرس کی گردن اُتار لو

جیمس کا حکم ختم نہ ہوا تھا کہ پانچ چھ آدمی تلواریں ہاتھ میں لئے اندر آئے اور کہا:۔

کس کی ہستی ہے کہ وزیر جنگ ہیرس کا بال بھی بیکا کر سکے۔ بہتر یہ ہی ہے کہ تو اس تخت سے جس کو تو نے بدمعاشی سے ہضم کیا دست بردار ہو۔

جیمس کے مسلح آدمیوں نے ان کا مقابلہ کیا اور کچھا کچھ تلوار چلنے لگی جیمس نے اس وقت موقعہ غنیمت جانا اور لوگوں کو لڑتا بھڑتا چھوڑ نشست کے کمرہ سے نکل کمرہ خاص میں آیا۔ اور فوراً وزیر جنگ کو طلب کیا کہ معہ تمام فوج کے حاضر ہو۔

بسنی عجب مخمصہ میں گرفتار تھا ادھر بھی زبان دے چکا تھا۔ ایسے طرح

نتیجہ رہا تھا کہ جمیس کی مخالفت میں صداقت ہے۔ گو فوج اس کے اشارہ میں تھی اور اس کو یقین تھا کہ جس طرف میں ہونگا ادہر ہی یہ تمام جمعیت۔ لیکن ایک خدشہ اس کو پریشان کر رہا تھا اور وہ یہ تھا کہ اگر فوج میرے کہنے سے جمیس کی مخالفت پر میرے یقین کے موافق آمادہ نہ ہوئی اور میں ناکام رہا۔ تو سخت پریشانی ہوگی۔ اور موت نتیجہ روشن ہے تاہم اس نے یہ مناسب سمجھا کہ دو ہزار فوج ہیرس اور فریڈرک کی مدد کو روانہ کر ایک ہزار آدمی اپنے ساتھ لے جمیس کے پاس آیا،

بسنی کی صورت دیکھتے ہی جمیس کھڑا ہو گیا اور کہا۔

"بغاوت! بغاوت! بغاوت!!!"

"فوراً سرکوبی کرو اور ان سب کو کافی سزا دو۔ دیکھو یہ لوگ کیا غضب کر رہے ہیں۔ ہیرس کو اسی وقت قتل کرو۔"

بسنی "مجھے تو تعمیل میں عذر نہیں لیکن ——"

جیمس "لیکن کیا کہو جلدی کہو۔"

بسنی "بغاوت میں فوج بھی شریک ہے۔"

جیمس "کیا کہہ رہے ہو۔ کیا فوج تمہارے اختیار میں نہیں۔ تم مجھے دغا دیتے ہو۔"

بسنی "میں اسی طرح نمک حلال اور وفادار ہوں۔ مگر آج صبح مجھے معلوم ہوا کہ فوج کا بڑا حصہ دشمنوں سے ملگیا۔"

جیمس "کیا غضب ہے کیا کہہ رہے ہو تم جس قدر جلد ممکن ہو اپنی جمعیت فراہم کرو کیا سب تمہارا ساتھ چھوڑ بیٹھے۔

بسنی "! جی نہیں بلکہ بڑا حصہ اُدھر ہے۔"

جیمس "جو تمہارے ساتھ ہے اس کو مسلح کرو۔"

لسنی "ابھی لیجئے لاتا ہوں"

جیمس "تمہارے جانیکا موقعہ نہیں ہے۔ اتنی دیر میں تو یہ نمکحرام نہ معلوم کیا کر گذریں۔ تم یہیں سے احکام جاری کرو"

لسنی "یہاں موجود ہی کون ہے"

جیمس "دیکھو یہ کون آرہا ہے۔ تم دروازہ بند کرو ایسا نہ ہو دغاباز ادھر آجائیں"

لسنی "نہیں آپ اس سے خاطر جمع رکھیں میں جاں نثار ہوں"

جیمس "لسنی یہ وہ نازک وقت ہے کہ اگر تم نے مجھے مدد دی تو خدا وہ اس کے کہ میں تمکو مالا مال کر دونگا۔ اور تاج شاہی صرف تمہارا عطیہ کہونگا۔ جب تک زندہ رہوں گا تمہارا احسانمند رہونگا"

لسنی "اوہ سیاکوس خوب آئے۔ تم فوراً جاؤ۔ تمام فوج کو مسلح کرو اور یہاں لاؤ اوہ یہ کیا شور و غل ہے معلوم ہوتا ہے باغیوں کی تعداد زیادہ ہے"

سیاکوس "حضور تعداد کی تو یہ کیفیت ہے کہ تل دھرنے کو جگہ نہیں۔ اور بغاوت کا حال یہ ہے کہ ایک بھی آپ کے ساتھ نہیں۔ اور میرا رنگ یہ ہے کہ تو نے پر ہاتھ پھیر کر رات سے بھوکا ہوں۔ پہلے تو میرے کھانے کا بندوبست کیجئے۔ اس کے بعد کیسی فوج میں اکیلا سبکو کافی ہونگا"

جیمس "خاموش خاموش اوہ اوہ ارے کیا بیہودہ پن ہے فضول باتیں نہ کرو۔ ایسی گفتگو کا موقعہ نہیں"

سیاکوس "حضور گفتگو کا موقعہ نہیں تو میں خاموش ہوں۔ مگر بھوک اور قضا تو کسی کے اختیار کی بات نہیں"

جیمس "زیادہ بک بک نہ کرو ابھی جان سے مار ڈالونگا"

سیلوس "حضور کس کو دشمن کو میں ساتھ ہوں۔ حضور کہتے ہیں اور میں دیکھئے تلوار ساتھ رکھتا ہوں۔ باہر نکالوں"

جیمس "غارت ہو جا نکل جا، مر جا، جلد جا"

سیلوس "باورچیخانہ میں جاؤں نہ حضور!"

جیمس "لسنی یہ ہنسی کا وقت نہیں میری جان پر بن رہی ہے اور تم ہنس رہے ہو۔ اس کو نکالو"

لسنی "بندہ نواز آپ اس قدر نہ گھبرائیں میں جا کر جس قدر فوج جمع ہو سکی لیکر آتا ہوں"

جیمس "نہیں نہیں ہرگز نہیں میں تمکو نہ جانے دونگا میں تنہا ہوں اور ہنستا ہوں دیکھو کیا غل غپاڑہ ہے اوہ یہ لوگ تو ادہر آ رہے ہیں کیا کروں کدھر بھاگوں"

لسنی "حضور میں اس وقت کیا کروں۔ دیکھئے اس کمبخت سیلوس کو سو گیا۔ خراٹے لے رہا ہے"

سیلوس "بھائی بھوکا ہوں اور کیا کروں"

جیمس "ارے کمبخت باغی اندر گھس آئے اب جان کی خیر نہیں"

سیلوس "حضور میں تو پہلے ہی بھوکا مر رہا ہوں۔ ہو سکے تو کچھ کھلوا دیجئے۔ کہ پیٹ بھر کر مروں"

جیمس "نمکحرام سیلوس! بیحیا سیلوس! بیوفا سیلوس! کمبخت سیلوس رحم کر میرے زخم پر نمک نہ چھڑک۔ بے یار و مددگار ہوں دیکھ باغی محل میں گھس گئے"

سیلوس "ہائیں کیسے گھس گئے۔ بس تو اب حضور کی بھی خیر نہیں۔ حضور یہ تو فرمائیے کھانا بھی کھا لیا"

لسنی (قہقہہ مار کر) "کیا بدتمیز ہے"

جیمس "ہائے کیا کروں"

سیلوس "ارے یہ تو تمام میدان لاشوں سے پٹا پڑا ہے"

جیمس "معلوم ہوتا ہے میرا محافظ دستہ سب کام آگیا"

سیلوس "یہ تو خوشی کی بات ہے۔ بڑے وفادار لوگ تھے۔ اب آپ میری جرأت بھی دیکھیے۔ یسنی کی فوج تو آتی ہی رہے گی۔ میں تینوں کے سر لاتا ہوں۔ فریڈرک ہیرس اور ملکہ"

جیمس "کیا تم جاتے ہو اور واقعی اس نیت سے؟"

سیلوس "اب آپ دیکھ لیجیے گا"

اتنا کہہ کر سیلوس تلوار چمکاتا ہوا باہر نکلا تو ہر طرف لاشیں ہی لاشیں پڑی ہوئی تھیں پہلے تو اپنی تلوار خون میں پھیری اس کے بعد ایک گردن کاٹ کر اُلٹے ہاتھ میں لی اور وہ مارا وہ مارا کے نعرے لگاتا ہوا۔ ملکہ کے پاس پہنچا۔

ملکہ "اوہ سیلوس خوب آئے یہ سر کس کا ہے؟"

سیلوس "اب بھی دریافت کرنے کی ضرورت ہے پہچان لیجیے۔ لاکھ اندھیرا گھپ ہو میں کیا چھوڑنے والا تھا۔ دبوچ کر کاٹ ہی تو لیا۔ مگر واہ رے جیمس اُف تک بھی نہ کی"

ہیرس "نہیں نہیں یہ جیمس کا سر نہیں ہے"

سیلوس "اچھا تو ساری محنت بیکار ہی گئی۔ میں نے تو اسی کا سمجھا تھا۔ تو یوں کہیے کسی اور کی قضا میرے ہاتھ سے آئی۔ ہاں صاحب کسی اور ہی کا سر ہے۔ وہ بھاگ گیا ہوگا خیر میں کھانا کھا کر پھر جاتا ہوں"

فریڈرک "یہاں کھانا کہاں رکھا ہوا ہے"

سیلوس "ایسا غضب بھی نہ کیجیے گا مجھے تو چار وقت ہو گئے۔ کھاؤں گا ہی میں کتنا دو چار لقمے"

ملکہ "یہ اس لغو گفتگو کا وقت نہیں ہے۔ تم فوراً جا کر یسنی کو لاؤ فوج کا ایک دستہ ابھی مسلح ہو کر جیمس کی مدد کو گیا ہے اور بہت جلد وہ ہم پر حملہ کرنے والے ہیں"

سیلوس "بسنی اور فوج کیا کرے گی۔ اکیلا سب کو بہت ہوں۔ آپ بیٹھ کر دیکھیے مگر کیا کروں بھوکا ہوں"

ملکہ "بیوقوف ایسی گفتگو نہ کریں تو کچھ نہیں کر سکتا"

سیلوس "یہ ہر کاٹ کر لایا نہیں لایا"

فریڈرک "ہاں یہ تو ٹھیک ہے مگر اب کام کا وقت ہے کام کرو کام"

سیلوس "بڑا کام تو پیٹ کا ہے"

ملکہ "پھر وہی۔ خاموش۔ جاؤ جلدی جاؤ بسنی کو لاؤ"

سیلوس "بھوکا ہی جاؤں"

ملکہ "جاؤ۔ جاؤ باتیں نہ بناؤ"

سیلوس نے اب پھر توند پر ہاتھ پھیرا سر کھجایا اور تلوار کو تانتا ہوا چلا۔

۱۸

میں اچھی طرح سمجھتا ہوں کہ تمہارے دل میں میری طرف سے رنج ہے اور اسی وجہ سے تم اس وقت میری مصیبت کے درپے ہو۔ لیکن میرے انکار کے یہ معنی نہ تھے کہ میں تمکو حقیر خیال کرتا ہوں۔ بلکہ مصلحت اس وقت یہی تھی۔ تم جانتے ہو مجھے بہن کی شادی کرنی ہے آج کروں گا تو اور کل کروں گا تو۔ لیکن اس وقت جب تمنے درخواست کی موقعہ نہ تھا۔ میں خود اپنی پریشانیوں میں گرفتار تھا۔ اور ان بغلی گھونسوں سے ڈر رہا تھا جنہوں نے جو گل کھلائے وہ تم خود دیکھ رہے ہو۔ مگر انسانیت اگر کوئی چیز ہے تو میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ اطمینان کے بعد سب سے پہلی مسرت جو ہم کو دنیا میں حاصل کرنی ہے وہ تمہاری شادی کی خوشی ہوگی"

بسنی "اگر آپ اس وقت جب آپ نے انکار قطعی کیا اس وقت کا لحاظ رکھتے

تو نوبت یہانتک نہ پہنچتی۔ آپ نے صرف انکار پر ہی بس نہیں کیا۔ ایسی ہی وہ حقارت تھی جس کا زخم ابتک میرے کلیجہ میں موجود ہے "

جیمس :- تم میرا قصور معاف کرو اور یہ میری تحریر اپنے پاس رکھو۔ اگر اس پر بھی تم کو اطمینان نہ ہو تو اسی وقت کہ موت میرے سر پر کھیل رہی ہے۔ شادی کر دوں "

لسنی :- نہیں اس قسم کی شادی تو میں نہیں چاہتا۔ مگر ہاں اب مجھے اطمینان ہوا "

لسنی باہر نکلا اور اس کا اشارہ پاتے ہی تمام فوج جو اس وقت تک فریڈرک کے ساتھ تھی علیحدہ ہو گئی صرف چند سپاہی جو ملکہ نفٹیا کے جاں نثار تھے وہ اس وقت بھی نمک کا حق ادا کر رہے تھے۔ اور ان تینوں کو اکیلا چھوڑ کر جانا گوارا نہ کیا۔ جمعیت کے فراہم ہوتے ہی جیمس کی جان میں جان آئی۔ باغ باغ تھا۔ کہ سامنے سے ایک لمبے قد آدمی ٹہلتا ٹہلتا سامنے آیا اور تین سر سامنے لاکر پھینکدیئے۔

جیمس :- اہا سیلوکس کہو یہ کیا لائے "

سیلوکس :- جی ان تینوں کے سر ہیں اور کیا ہوتا "

جیمس :- یہ تو ان کے نہیں ہیں "

سیلوکس :- مجھے تو بھوک میں کچھ دکھائی نہ دیا۔ یہ دیکھئے تلوار خون میں بھری ہوئی ہے تازہ سر کاٹ کر لایا ہوں "

جیمس :- میں کب کہتا ہوں کہ یہ باسی ہیں۔ ارے کہیں لاشوں کے تو سر نہیں کاٹ لئے "

سیلوکس :- اجی سرکار واہ۔ میں نے تو جو سامنے آیا بس تلوار سے بات کی لیجئے تو پھر اب . . . .

جیمس :- پھر اب کیا؟"

سیلوس "وہی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

جیمس "وہی کیا؟"

سیلوس "کھانا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

جیمس "ذرا اطمینان ہونے دو۔ میں چاہتا ہوں کہ تینوں کے سر میرے سامنے آجائیں۔ بسنی گیا ہوا ہے اب لایا"

سیلوس "بسنی کیا لائے گا میں جو لے آیا"

جیمس "نہیں یہ وہ نہیں ہیں"

سیلوس "تو میں نے ناحق ہی تین آدمیوں کا خون کیا"

جیمس "ناحق کیوں دشمن تھے قتل ہونا ضروری تھا"

سیلوس "سرکار مجھے کیا خبر کہ دوست تھے یا دشمن میں نے تو پیچھے سے گردنیں کاٹ لیں"

جیمس "ارے کہیں میرے ہی آدمی تو نہ تھے"

سیلوس "یہ سب مجھے معلوم نہیں ہیں تو غصہ میں دوست دشمن نہیں دیکھتا اور پھر بھوک میں تو بالکل ہی اندھا ہوتا ہوں"

(۱۹)

بسنی نے جیمس سے تحریری وعدہ لیکر اپنے تمام وعدے طاق میں رکھے اور تمام فوج کو جمع کر مقابلہ کے واسطے تیار ہوا۔ اس کا خیال تھا کہ ایک متنفس بھی میری صورت دیکھکر فریڈرک کے ساتھ نہ رہیگا اور میں ان تینوں کو زندہ گرفتار کر جیمس کے حضور میں پہنچا دوں گا۔ مگر جب اس نے یہ دیکھا کہ ایک مسلح دستہ جس کی تعداد ایک ہزار سے کم نہیں مقابلہ کو تیار ہے تو خود بھی آگے بڑھا اور اپنی فوج کو حملہ کا حکم دیا۔

اگر حملہ کی رفتار جو ابتدا میں تھی بدستور قایم رہتی تو ایک ہزار آدمیوں کا پسپا کر دینا کوئی بڑی بات نہ تھی۔ مگر جس وقت فریڈرک نے آواز بلند کہا۔ لڑائی ملک کی نہیں حق و باطل کی ہے۔ تو لسنی کی فوج کا ایک حصہ منحرف ہو کر سامنے آیا اور لسنی سے کہا۔

"جیمس کی بادشاہی محض دغا اور مکر کی ہے اس نے چالبازی سے تخت حاصل کیا اور جائز وارثا کو قطعاً محروم کر دیا۔ اگر دشمن سے لڑائی ہوتی تو ہم اپنی گردنیں کٹانا فخر سمجھتے لیکن اس وقت ہمارا ایمان یہی ہے کہ ہم شہزادہ فریڈرک کے برخلاف تلوار نہ اٹھائیں اگر ایمان کی روشنی تیرے دل میں موجود ہے تو عشق کی آگ کو چولھے میں رکھ۔ ورنہ ہم کو اپنا دشمن سمجھ ہم شہزادے کا ساتھ دینگے۔ اور تجھکو معہ جیمس کے قتل کر دینگے"

جس فوج کے اوپر لسنی کو پورا اعتماد تھا اس کی یہ گفتگو سنکر دنگ رہ گیا۔ اور اس کو یقین کامل ہو گیا۔ کہ اب معاملہ بآسانی طے ہونیوالا نہیں۔ ہر چند یہ اس باغی گروہ کو شیشہ میں اُتارنا چاہتا تھا۔ مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ اور یہ سب لوگ لسنی کی آنکھوں کے سامنے فریڈرک کے لشکر میں جا شریک ہوئے۔

(۳۰)

میرے قتل کا حکم ہو چکا تھا۔ ظالم نے اپنی طرف سے اذیت دینے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی۔ غضب خدا کا ایسی سخت سزا اگر بعادت نہ ہو جاتی تو یقیناً میں کبھی کا مر چکا ہوتا۔ اور اگر مر نہ جاتا تو مردہ سے بدتر ہو جاتا۔ اب میں آسانی سے بھاگ سکتا ہوں لیکن بھاگنا کمینہ پن ہے۔ میں ذرا بھیس بدلکر اس دغا باز کا رنگ تو دیکھوں۔

کوئی پہرہ تھا نہ محافظ عاصم باہر نکلا اپنا لباس تبدیل کیا۔ اور ہانپتا کانپتا جیمس کے سامنے پہنچکر عرض کرنے لگا۔

سرکار عالی جاہ وشمن نواب کہاں اور مشہور ہے یہ بغاوت رفع ہوئی ہے۔ مگر ایک افواہ یہ مشہور ہو رہی ہے کہ ملکہ الفیٹیا زندہ ہے۔ اور اس کی لاش اسی غرض سے غائب ہوئی تھی کہ سانپ کا زہر اتار دیا جائے۔ چنانچہ وہ موجود ہے۔ اس لئے اندیشہ ہے کہ جو فوج اسوقت ہمارا ساتھ دے رہی ہے وہ سب ملکہ کی صورت دیکھتے ہی اُدہر ہو جائے گی۔ میں لسنی کا خاص آدمی ہوں اور یہ پیغام لیکر آیا ہوں۔ فوراً حکم دیجئے کہ کیا کیا جائے۔

جیمس "تم کیا کہہ رہے ہو۔ مردہ کا زندہ ہونا کس طرح ممکن ہے؟"

عاصم "حضور میں کیا کہہ رہا ہوں واقعات یہی کہہ رہے ہیں"

جیمس "اگر ایسا ہی ہے تو سب سے پہلے ملکہ کو قتل کرنا چاہیئے۔"

عاصم "میری بھی یہی رائے ہے اور لسنی بھی اس خیال سے متفق ہیں۔"

جیمس "مگر یہ قطعی ناممکن ہے دیکھو میں نے اس آدمی کے قتل کا حکم دیا تہا۔ اسی وقت بغاوت ہوگئی۔ اس حکم کی شاید تعمیل نہیں ہوئی۔ اور میرا خیال ہے کہ وہ بھی بھاگ گیا۔"

(۲۱)

لسنی کی فوج تین شبانہ روز کٹ کٹ کر لڑی اور شجاعت کا کوئی دقیقہ نہ چھوڑا۔ مگر باغیوں کی تعداد اس قدر زیادہ تہی اور اس قدر جوش سے مقابلہ کر رہے تہے۔ کہ کسی طرح قدم پیچھے نہ ہٹتا تہا۔ چوتہے روز صبح کے وقت جیمس خود میدان میں آیا اور فوج کی ہمت بڑہا کر حملہ کا قصد کر ہی رہا تھا۔ کہ دشمن کی طرف سے ایک نوجوان میدان میں آیا اور کہا۔

"غدار جیمس اگر ہمت ہے تو مقابلہ کو آ۔ اور حق و باطل کا فیصلہ دیکھ۔ تو نے

محض اپنے مکر و فریب سے سلطنت حاصل کی اور اس وقت ہی حکومت کا جھوٹا نشہ تیرے دماغ سے نہیں اُترتا۔ اگر شجاعت کا ایک ذرّہ بھی تیری ہستی میں موجود ہے۔ تو آ اور مقابلہ کر۔

جمیس اس گفتگو کی برداشت نہ کر سکا۔ اور غصہ سے سرخ ہو کر کہنے لگا۔

"او کمینے باغی تیری یہ حقیقت کہ بادولت کی شان میں ایسی گستاخی کرے تیری زبان حلق سے باہر نکلوا دونگا"۔

شخص "میں تو خود کہہ رہا ہوں کہ سامنے آ اور اپنے ہاتھ سے جو کچھ کرنا ہے کر۔ یا میں تیری گردن اُڑا دوں گا یا تو میری زبان کاٹ دیجیو"۔

اب جمیس کو تاب نہ تھی وہ اتنا سنتے ہی گھوڑا بڑھا میدان میں آگیا اور آتے ہی ایک وار تلوار کا جوان کے سر پر اس زور سے کیا۔ کہ اگر جوان خالی نہ دے جاتا تو پتہ بھی نہ لگتا۔ چونکہ مشہور مرد میدان تھا تابڑ توڑ تین چار وار کئے۔ اور حریف کو مہلت نہ دی کہ وہ خود حملہ کرتا۔ مگر جوان ہر دفعہ بچ رہا تھا۔ یہانتک کہ ایک موقعہ پر سنبھلتے ہی اس نے باآواز بلند کلمہ طیب پڑھا۔ اور بجلی کی طرح جمیس پر تلوار لیکر گرا۔ جمیس مسلح تھا۔ اور بدن پر زرہ کفی۔ تاہم اس کا ایک بازو زخمی ہوا اس سے پہلے کہ جوان دوسرا وار کرتا گھوڑا بھگا کر اپنے لشکر میں چلا آیا۔

جوان نے کچھ دیر تک پیچھا کیا۔ مگر جب دیکھا کہ اب دشمن کے نیزوں کی زد پر ہوں۔ تو مصلحت یہی سمجھی کہ دانت پیستا ہوا واپس آیا۔

اب جوان نے لسنی کو للکارا اور کہا۔

او دنیا کے بندے تو اپنے آقا سے زیادہ دغاباز اور مکار ہے کہ محض نفس کے کارن جائز وارثوں کے حق غصب کئے اور ایک بے ایمان کو تخت پر بٹھایا۔ اگر ہمت ہی تو سامنے آ اور دیکھ کہ حق کیا قوت رکھتا ہے۔

جمیس وانت پس رہا تھا۔ ہرچند اس نے لسنی کو شرم دلائی۔ اور آمادہ کیا کہ وہ میدان میں جائے۔ مگر لسنی جمیس کا حشر دیکھ چکا تھا۔ ایک قدم آگے نہ بڑھا۔

فریڈرک اور ہیرس اور ان کے ساتھ ملکہ کی ماں تینوں متحیر تھے کہ یہ جری کون ہے۔ اسی میں بہت کچھ رد و کد ہو رہی تھی مگر ٹھیک پتہ نہ چلتا تھا کہ جمیس نے دائیں جانب سے حملہ کیا۔

یہ حملہ اس شدت کا تھا کہ لاکھ فریڈرک اور ہیرس نے سنبھالنے کی کوشش کی مگر فوج کے قدم اکھڑ گئے۔ اس موقعہ کو غنیمت سمجھکر لسنی نے قتل عام کا حکم دیا۔ اور دو گھنٹے کے عرصہ میں دایاں بازو بالکل ہی ختم ہو گیا۔ اسوقت ہیرس نے جان توڑ کوشش کی اور چاہا کہ فوج کے حصۂ قلب سے اس کمی کو پورا کر دے مگر لسنی کی جمعیت نے اس قصد کو پورا نہ ہونے دیا۔ خرابی یہ پڑی کہ جمیس خود قلب لشکر پر گرا۔ اور گو یہاں دیر تک مقابلہ ہوا لیکن غروب آفتاب کے ساتھ ہی یہاں بھی ہیرس کے قدم ڈگمگا گئے اور اگر وقت جمیس کا ساتھ دیتا تو یقیناً میدان مار لیا تھا۔ مگر ادہر تو اندھیرا ہوا اور اُدہر وہ ہی نوجوان کاوا کاٹ کر پشت پر آیا اور ایک دستہ سے جو اس کے ساتھ تھا وہ خونریزی شروع کی کہ جمیس کو جان بچانی مشکل ہو گئی۔

رات اندھیری تہی مگر فوج کی باگ لسنی کے ہاتھ میں تھی اور وہ نہایت تجربہ کار جوان تھا۔ حملۂ عقب کو اچھی طرح دیکھ رہا تھا۔ اس نے پشت کا حملہ گھوڑوں کی ٹاپوں سے سُنا۔ اور سمجھ گیا کہ ادہر کی فتح اودہر کی شکست کے برابر ہو گئی۔ کمک کو پہنچا۔ مگر پہنچتے پہنچتے نوجوان کلمہ پڑہ پڑہ کر دائیں بازو کا بدلہ لے چکا تہا۔ چونکہ رات کا پردہ پڑ چکا تھا۔ اس لئے لڑائی موقوف ہوئی۔ اور ہیرس و ... زندہ سلامت اپنے لشکر میں واپس آئے ۔

صبح ہوئی تو دونوں لشکر اپنی اپنی جگہ اس قدر خائف تھے کہ ایک کی ہمت حملہ کی نہ تھی۔ میدان لاشوں سے پٹا پڑا تھا اور جہاں تک نظر جاتی تھی مردوں کے سوا کوئی چیز نظر نہ آتی تھی۔ خود جیمس کا شاہی لشکر آدھے سے زیادہ فنا ہو چکا تھا۔ اور اب چار دستے باقی رہ گئے تھے ہیرس کے ساتھیوں کا بھی قلع قمع ہو گیا تھا اور ادھر بھی صرف اللہ ہی کا نام تھا۔

ادھر جیمس اور اُدھر فریڈرک دونوں شش و پنج میں تھے تا آنکہ جیمس کا ایک قاصد سامنے آیا اور فریڈرک سے کہا۔

میں بادشاہ جیمس کی طرف سے آیا ہوں اور آپ کو یہ پیام دیتا ہوں کہ اس قتل و خون پر جس نے سلطنت کی بنیادیں ہلا دیں اور ہزارہا بندگان خدا کو ٹھکانے لگا دیا حضور جیمس کو سخت قلق ہے اور انہوں نے فرمایا ہے کہ اگر آپ پہلے سے فرما دیتے تو میں آپ کی درخواست کو رد نہ کرتا۔ اور حقوق کا تصفیہ بغیر کسی جنگ و جدال کے ہو جاتا۔ اب اگر آپ پسند کریں تو نصف سلطنت آپ لیں اور نصف مجھے دیں۔ ورنہ اس تمام قتل و خونریزی کا ذمہ آپ کے سر پر ہے۔

اس پیام نے مردہ طبیعتوں میں روح پھونک دی۔ فریڈرک۔ ہیرس اور ملکہ تینوں آپس میں صلاح و مشورہ کرنے لگے۔ اور بالآخر یہی صلاح قرار پائی کہ نصف سلطنت پر صبر کرنا چاہیئے۔ اس مشورہ میں ضرورت ہوئی کہ وہ نوجوان بھی شریک کیا جائے جس کے کلمہ توحید سے اس کا اسلام ظاہر ہو چکا تھا۔

اس نے علانیہ اس تجویز کی مخالفت کی مگر چونکہ کثرت رائے موافقت میں تھی اس لئے یہ پیام بھیج دیا گیا کہ

"ہمارا مقصد ہرگز جنگ و جدال نہیں ہم نصف سلطنت پر صبر کرتے

ہیں اور ہم کو صلح منظور ہے۔"

پیامبر گیا اور تھوڑی دیر بعد ایک جواہر نگار کشتی میں بیش بہا تحائف شہزادہ فریڈرک کی خدمت میں جیمس کی طرف سے بھیجے گئے۔ اور دوسرے روز صبح کا وقت شہزادے کے سر پہ تاج رکھنے کے واسطے مقرر ہوا۔

(۲۴)

فریڈرک، ہیرس اور ملکہ تینوں رات کے وقت خاموش بیٹھے ہیں۔ انکے سامنے عاصم بھی خاموش ہے۔ چند لمحہ سکوت کے بعد ہیرس نے کہا:-

عاصم صاحب آپ دیکھتے ہیں کہ ہماری جمعیت قریب قریب ختم ہو گئی۔ اور اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ جو کچھ مل رہا ہے اس کو غنیمت سمجھیں۔

عاصم "اس رائے سے تو میں بھی متفق ہوں۔ مگر میں صرف یہی کہہ رہا ہوں کہ جس دغاباز نے اپنی چالبازی سے اس قدر غضب ڈھایا اس کی بات قابل اعتبار نہیں اور سوچ سمجھکر کام کرنا چاہیئے۔"

ملکہ "آپ کے احسانات کا ہم کسی طرح شکریہ ادا نہیں کر سکتے۔ مگر یہ تو خیال فرمائیے کہ ہم کر ہی کیا سکتے ہیں۔ یہ گنتی کے چند آدمی ہمارے ساتھ ہیں۔ ان کے بھروسہ پر اب مقابلہ درست نہیں۔ ہزیمت ظاہر ہے۔ مفت کی پریشانی ہوگی۔"

عاصم "خیر اگر آپ کی یہی رائے ہے تو اچھی بات ہے۔ مگر میں پھر یہی کہونگا کہ وہ فریب سے کام لے رہا ہے۔"

ہیرس "ممکن ہے فریب نہ ہو۔"

عاصم "شاید۔"

فریڈرک "تن بتقدیر۔"

(۲۴)

وہ صبح جو جشن فریڈرک کے واسطے مقرر تھی بالآخر آپہنچی۔ اور بشاش بشاش فریڈرک معہ ہیرس اور اپنی ما کے قصر جیمس میں داخل ہوا جہاں ظاہری طور پر بہت کچھ نمود و نمائش تھی۔ ہمراہی سب باہر روکے گئے۔ اور صرف تینوں کو اندر بلایا گیا۔ یہاں سوا زنجیروں کے اور کچھ نہ تھا۔ لسنی آگے بڑہا اور تینوں کو گرفتار کر جیمس سے پوچھا اب ان باغیوں کے لئے کیا حکم ہے۔

جیمس "ان کی بغاوت کا علم شہر بھر کو ہو گیا۔ اب ان کی سزا کا علم بھی ہر متنفس کو ہونا چاہئیے۔ ان کو گذرگاہ عام میں گولی ماردو"

سیلوس "بیشک حضور ٹھیک ہے۔ مگر کھانا کھلا کر ان کو گولی سے مارئیے۔ اور مجکو حکم سے پہلے کھانا . . . .

لسنی "اوہ جیک لے چل تجھے بھی گولی ماروں۔

جیمس "ہاں اس کی توند میں

قہقہہ قہ قہ قہ

لسنی "حضور اس کو تو بھوکا ہی ماروں"

جیمس "نہیں کھانا کھلا کر مگر پانی نہ دینا۔

مقتل گذرگاہ عام تہا تینوں باغی کہڑے کئے گئے اور لسنی حکم دینے کی تیاری کر رہا تھا۔ کہ سامنے سے ایک غبار اٹھتا دکھائی دیا۔ اور آناً فاناً ایک جم غفیر لسنی کے سر پر تھا۔ دفعتہً ایک سوار جو سب سے آگے تھا تلوار سونت کر آگے بڑہا اور لسنی کے دو کردیئے۔

باقی ماندہ سپاہی جو اس وقت موجود تھے سر پر پاؤں رکھکر بھاگ گئے۔

اب اس گروہ نے خود خمیس کا محاصرہ کر لیا مشکل سے دو گھنٹہ صرف ہوئے ہونگے
کہ مسلمانوں کی اس جمعیت نے خمیس کے رفقا کو تہ تیغ کر دیا۔ اور عاصم نے خمیس کو
زندہ گرفتار کر باواز بلند کہا دیکھ مسلمان جھوٹ نہیں بولتے یہ وہی ملکہ الفیٹیا
ہے جس کو خدا نے اپنے فضل سے زندہ کیا۔ اور میں وہی چرواہا ہوں جسکو تو نے
قتل کا حکم دیا۔

دوپہر کے وقت عاصم نے غسل کیا اور شرع اسلام کے موافق اس کا
نکاح ملکہ الفیٹیا سے ہوا اور مردہ ملکہ از سر نو اپنی سلطنت پر متمکن ہوئی ؛

اطلاع

کتاب تائید غیبی کے جملہ حقوق دائمی محفوظ ہیں کوئی صاحب طبع
کرانیکا قصد نفرمائیں اور جس قدر جلدیں درکار ہوں پتہ ذیل سے طلب
فرمائیں نیز جس کتاب پر ہمارے قلمی دستخط نہ ہونگے وہ مال مسروقہ
تصور کیا جائے گا؛

نیاز مند سید ممتاز ہاشمی منیجر ممتاز بک ایجنسی بھوجلا پہاڑی دہلی

نوٹ: ہمارے ہاں سے ہر قسم کی عربی فارسی اردو۔ مذہبی۔ تمدنی تاریخی ادبی اخلاقی
کتب جو دہلی سے دستیاب ہوسکتی ہیں بکفایت روانہ کیجاتی ہیں ایک مرتبہ فرمائش بھیجکر
ہمارے معاملہ کی حسن و خوبی ملاحظہ فرمائیے ؛ نیاز مند سید ممتاز ہاشمی بھوجلا پہاڑی دہلی

مصوّرِ فطرت

الحمد للہ جس طرح سیدی و مولائی حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب مدظلہ کی ذات بابرکات محبوب خلائق ہے اسی طرح پر آپ کی تصنیفات کو مقبول خلائق ہونیکا فخر حاصل ہے اور باوجود اس مقبولیت کے خواجہ صاحب موصوف اور انکی جماعت کو تعلی و تکبر سے ہمیشہ اجتناب ہے جو آپ کے اخلاص نیت کا ادنیٰ نمونہ ہے۔ ہم اپنے معزز ناظرین سے درخواست کرتے ہیں کہ اگر کسی وجہ سے آپ نے ابتک خواجہ صاحب موصوف کے علمی خزانہ کا مطالعہ نہیں کیا ہے تو فوراً ہماری معرفت کوئی کتاب منگاکر ملاحظہ فرمایئے تاکہ آپ کو معلوم ہوجائے کہ خزائن خواجہ صاحب میں کس قدر ادبی سیاسی تمدنی اخلاقی مذہبی بیش بہا لعل و جواہر موجود ہیں:-

سیدی و مولائی حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کی تصنیفات کی مختصر فہرست

سفرنامہ مصر و شام حجاز باتصویر قیمت ۱؎ ۔ کرشن بیتی باتصویر قیمت عا ۔ سیر دہلی باتصویر قیمت عہ ۸ر ۔ میلاد نامہ بلاجلد قیمت عہ ۔ مجلد عہ ۔ محرم نامہ بلاجلد عہ ۔ مجلد عہ ۔ یزیدنامہ بلاجلد عہ ۔ مجلد عہ ۱۰ر ۔ انتخاب توحید قیمت عہ ۔ کم تو موت قیمت عہ ۔ سی پارۂ دل عہ ۸ر ۔ غدر دہلی کے افسانے باتصویر حصہ اوّل قیمت بلاجلد ۱۲ر مجلد ہر دو حصہ عہ ۔ ایضاً حصہ دوم ۱؎ ۔ روزنامچہ خواجہ حسن نظامی قیمت ۱۲ر ۔ تذکرہ خسرو ۸ر ۔ آتالیق خطوط نویسی ہر دو حصہ ۱۰ر ۔ بیوی کی تعلیم ۱۲ر مجلد عہ ۔ مجموعہ خطوط خواجہ حسن نظامی قیمت ۱۲ر ۔ محفل نامہ گیارھویں شریف مجلد ۱۲ر غیر مجلد ۸ر ۔ چٹکیاں گدگدیاں قیمت ۱۰ر ۔ روزنامچہ ہند قیمت ۸ر ۔ جگ بیتی ۱۰ر ۔ بچوں کی کہانیاں ۶ر ۔ قبروں کے غیبی نوشتے ۸ر ۔ اعمال حزب البحر ۸ر ۔ اردو دعائیں ۶ر ۔ اسلام کا انجام ۶ر ۔ اسرار قیمت ۶ر ۔ رسول کی عیدی ۲ر ۔ توپخانہ ۱ر ۔ بندوق ۰ر ۔ ہوائی جہاز ۰ر ۔ بم ۰ر ۔ مچھر کا اعلان جنگ ۱ر ۔ مکھی کا میدان جنگ ۱ر ۔ جرمن شہزادہ کی لاش ۰ر ۔ فرام قبلہ ٹو شملہ ۔ امرتسر کا علاج

مصورِ غم

مولانا راشد الخیری دہلوی کی تصنیفات

غم و الم کا مکمل خاکہ۔ یاس و حسرت کی جیتی جاگتی تصویر۔ رنج و مصیبت کا صاف و روشن فوٹو اگر آپ کو دیکھنا ہے تو جناب علامہ راشد الخیری دہلوی کی تصانیف کا مطالعہ فرمائیے۔ اور دیکھئے کہ کس قدر نصیحت آمیز نتیجہ خیز عبرت انگیز واقعات کا آپ کو خاطر خواہ سبق ملتا ہے جن پر عمل کرنے سے دین و دنیا درست ہو جاتی ہیں

مختصر فہرست حسب ذیل ہے

جوہر قدامت عہ/ بنت الوقت ۱۲/ عروس کربلا عہ/

موؤدہ ۸/ جوہر عصمت ۶/ روداد قفس ۴/

سوکن کا جلاپا ۶/ سات روحوں کے اعمالنامے۔ قیمت ۶/

الزہراءؓ ۱۲/ صبح زندگی عہ/ شام زندگی عہ/

شب زندگی ؎ طوفان حیات عہ/ لڑکیوں کی انشاء ۸/

سب کتابوں کی یہ قیمت علاوہ محصول ڈاک ہے۔ ملنے کا پتہ

سید ممتاز ہاشمی منیجر ممتاز بک ایجنسی بھوجلا پہاڑی دہلی

لال شربت! لال شربت! لال شربت

یہ بچوں اور پرسوتی کے لیے نہایت طاقت بخش دوا ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲؍ محصول ڈاک ۸؍

دیکھئے محترمہ ش۔م صاحبہ بنت مجاہد حسین صاحب ضلعدار نہر اخبار تہذیب نسوان

مورخہ ۱۲ ؍ جولائی ۱۹۱۳ء میں کیا لکھتی ہیں۔ پیاری بہن عباسی بیگم صاحبہ تسلیم۔ کل کے پرچہ اخبار تہذیب سے آپکا استفسار معلوم ہوا۔ گو اشتہاری دنیا میں قدم رکھنے اور اشتہاری ادویات کے استعمال کرنے میں بھی سخت متنفر تھی۔ اور میں ہمیشہ سے ان کو نقصان مال اور صحت کا زوال برعکس نہند نام زنگی کافور خیال کرتی تھی مگر اس لال شربت نے واقعی لال رنگ کر کے لال و لال کر دیا۔ میں آپ بیتی سناتی ہوں جو تازہ تجربہ اور حال کا مشاہدہ ہے برخورداری نجم النسا بیگم جسکی عمر اب پونے دو سال کی ہے عرصہ تین ماہ سے نصیب اعدا ایسی لاغر ہوتی گئی کہ کوئی اسکو دشمنوں کو اثر خلش اور پرولیوں کا سایہ اور کوئی سوکھا بیر بتانے لگیں پرانے خیالات کے بزرگوار و بیچ گنڈہ تعویذ حاضرات میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا بعض ضعیف الاعتقاد بہنیں اس معصوم بچی کے سایہ سے حذر کرنے لگیں میں چونکہ بھوت پریت کی قائل گنڈے تعویذ کی معتقد نہ کبھی ہوئی اور نہ ہوں آخر کار ڈاکٹر ایس کے برمن صاحب کا لال شربت مایوسی میں استعمال کرایا جسکو فوری اثر نے دن بدن ترقی اثر کا نمایاں کرشمہ دکھایا بفضل الٰہی اب عزیزہ اپنی پوری طاقت اور اصلی حالت پر تین ہفتہ ہی کے استعمال سے پہونچگئی گویا ایس کے برمن صاحب کا شربت بہوت پریت سایہ پرچھاواں کے دور کرنے کے لیے مجرب تعویذ اور سوکھے بیر کے لیے سریع التاثیر نسخہ ہے۔ میں نے قصد مصمم کر لیا ہے کہ متواتر بارہ سال تک بلا ناغہ شربت استعمال کراؤنگی اسلیے اپنی مکرم بہن کے پریشانیوں کے دور کرنیکے لیے ترغیب دیتی ہوں کہ وہ بھی برخورداری عطیہ بانو بیگم کو کم از کم دو شیشیاں ضرور پلائیں اور قدرت الٰہی کا مشاہدہ کرائیں اور نتیجہ سے اطلاع بخشیں ؞

راقمہ ش۔م بنت مجاہد حسین ضلعدار نہر

ملنے کا پتہ:۔ ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

یہ ناول بہت ہی اچھے پیرایہ میں لکھی

گئی ہے اور اسکا مصنف بھی بہت اچھا ہے

محمد [illegible]

تائید غیبی

